REGD: NO-H.328 رجسٹرڈ نمبر ایچ "۳۲۸"

The DAYAL MONTHLY

جلد ۲۶ بابتہ ماہ نومبر ڈسمبر ۱۹۶۶ء شمارہ ۱۰۹

مانو کلیان دھرم

— حصہ سوم —

ہوشیارپور ست سنگ کے انمول بچن اور پروچن

از زبان مبارک ست گورو وقت

پرم سنت - پرم دیال پنڈت فقیر چند جی مہاراج

بوقت بیساکھی —— مانوتہ مندر —— ہوشیارپور میں

○

پھٹ گیا پردہ فلک کا - مٹ گئی اگیانتا
انسانیت کا شمس چمکا - شبد سے پرکاش سے

پرکاشک

بھائی نند سنگھ پردھان شیو ساہتیہ پرکاشن منڈل رادھا سوامی جنرل ست سنگھ
پوسٹ شنکر نگر (ضلع ورنگل) اے پی

فہرست مضامین

	صفحات
پرارتھنا	۳
پیش لفظ	۴ تا ۸
دیباچہ	۹ تا ۱۲
دو لفظ	۱۳ تا ۱۷
پہلے دن کا ست سنگ صبح	۱۸ تا ۳۷
پہلے دن کا ست سنگ شام	۳۷ تا ۶۰
دوسرے دن کا ست سنگ صبح	۶۱ تا ۷۸
دوسرے دن کا ست سنگ شام	۷۹ تا
آخری دن کا ست سنگ صبح	
ست گورو کے چرن کملوں میں بندنا	۱۱۱

قیمت :- ایک روپیہ

بھائی نند سنگھ ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے رفیق مشین پریس میں چھپوا کر
دفتر دیال نہکنڈہ (ورنگل) اے پی سے شایع کیا ——

پرارتھنا

من میں رہتے ہو مگر۔ تیرا پتا پایا نہیں
عمر گزری ڈھونڈھنے میں۔ پر تو ہاتھ آیا نہیں
جو شکل صورت تمہاری۔ خیال نے پیدا کیا
تجربہ ثابت کیا ہے۔ مایا ہے چھایا نہیں
گر نہ ہوتا علم مجھکو۔ تسکین پاتا پریم سے
ہو گیا مجبور داتا۔ کھوج میں پایا نہیں
اب دیا کر بھگتی دے تو۔ نہرت چرنوں میں رہے
روح کو تسکین ملے۔ پرکاش سے اور شبد سے
آتا رہتا جسم من میں۔ کھو جاتی میری شانتی
جسم من کمزور دونوں۔ پورن تا ان میں نہیں
اس لئے ہے پرارتھنا۔ چرنوں میں اپنے لیجئے
شبد سروپ کی بھگتی دے کر۔ مجھکو اپنا کیجئے
پایا دکھ سکھ کھیل میں۔ من جسم کے بندھن میں آ
رادھا سوامی پرم تتو۔ اپنے چرنوں میں ملا

"فقیر"

پیش لفظ

اس کتاب میں پرم سنت دیال پنڈت فقیر چند جی مہاراج کے روحانی ست سنگ کے بچن جو تیوہار بیساکھی ۱۹۶۶ء پر ہوشیارپور مانوتہ مندر میں کہے گئے تھے پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کے مطالعہ سے حقیقت اور رُوحانیت کیا چیز ہے۔؟ اس کا علم ہو جاتا ہے اور اس کے حصول کے لئے انسانیت کو کیوں روحانیت پر ترجیح دی گئی ہے۔ یہ بتلایا گیا ہے۔

حضور پنڈت جی مہاراج ۱۹۴۷ء سے منشیہ بنو کی آواز بلند کئے ہوئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں ایک ماہنامہ رسالہ بھی علی گڈھ سے "منشیہ بنو" نامی نکلتا ہے۔ جس میں پنڈت جی مہاراج کے ست سنگ کے بچن اکثر چھپا کرتے ہیں۔

پنڈت جی مہاراج کا کہنا ہے کہ جب تک کوئی منشیہ انسان نہیں بن جاتا تب تک وہ کبھی روحانیت پرمارتھ تصوف اور عرفانیں سپھل نہیں ہو سکتا ہے بلکہ بغیر انسانیت کے روحانیت

تہذیب، ادب، اخلاق، مذہب و ملّت تعلیم و تربیت حکومت
اور انصاف، صنعت و حرفت، تجارت، زراعت بیوپار اور
میل ملاپ میں بھی اصل کامیابی حاصل کر کے فروغ نہیں پا سکتا
ہے۔ زندگی کے ہر محکمہ میں انسانیت کا ہونا ضروری اور لازمی شرط
ہے۔ اگر انسان میں انسانیت نہیں ہے یا چندن میں خوشبو نہیں
ہے تو وہ خالص ہیزم سوختنی ہی ہے۔ اور آگ کے بھٹی میں جلائے
جانے کے قابل ہے۔ انسان میں انسانیت کا وصف ہی ہے جو اُسکو
بزرگی بخشتا ہے اور سارے مخلوقات اور موجودات پر اس کو پورا شرف
دلاتا ہے۔ قدرت نے اسی لئے انسان کو اشرف المخلوقات کا بلند
درجہ سوچ سمجھ کر عطا کر رکھا ہے اسی سبب سے دیوتا تک اس
انسانی چولے کے لئے ترستے رہتے ہیں۔ انسانِ اکمل ہے۔ پُورن
ہے۔ اجل ہے۔ اشرف ہے۔ اور اکبر ہے۔ بلکہ وہ سب کچھ ہے۔ وہ
سب سے پہلے بھی تھا۔ اور اب بھی سب میں شامل ہے اور سب
کے آخر میں بھی انسان ہی باقی رہے گا۔ جس کی ابتدا ہے۔ اس کی انتہا
بھی ہوتی ہے۔ کتابی نوشتہ جات سے یہہ پتہ لگتا ہے کہ انسان نے ہی
سب کچھ بنایا ہے۔ دریائی جہاز، ہوائی جہاز، بجلی کے کاروبار صنعت
و حرفت کی ترقی، ایٹم بم، اور دیگر ایجادات اور اختراعات میں وہ
کمال کر دکھایا ہے۔ وید ہوں یا شاستر، پُران ہوں یا اُپ نشد
ان سب کی ہستی انسان ہی کے سہارے ظہور میں آئی ہے۔ اگر دنیا میں

انسان نہ ہوتا تو پھر اس دنیا کا عدم اور وجود دونوں ہی نہیں کے برابر ہوتے۔ یہاں نہ دین ہوتا۔ نہ مذہب ہوتا اور نہ دنیا ہوتی۔ دین اور دنیا کا پیدا کرنے والا بھی صرف انسان ہی ہے۔ انسان کیلئے ہی سب کو پیدا کیا ہے مگر کسی نے بھی اِس انسان کو نہیں بنایا ہے۔ انسان سے انسان ہی پیدا ہوتا ہے۔ بزرگوں کا کلام ہے ؎

"گندم از گندم بُروید۔ جو زجو۔ از مکافات عالم۔ غافل مشو"

دنیا کے سارے لوگ اِس انسان کو حقیر۔ ذلیل۔ بے آبرو۔ اور مصیبت میں جکڑا ہوا لاچار اور بے بس تصور کرتے ہیں۔ یہہ اُن لوگوں کی سراسر بھول ہے۔ انسان ہی سب میں افضل۔ بُزرگ‌تر اشرف اور سب کا خالق ہے۔ دیوتاؤں کا پیدا کرنے والا بھی انسان ہی ہے۔ جو شخص انسان ہیں وہ بہ حیثیت انسان کے کسی کے خیال یا رائے کے کبھی پابند یا غلام نہیں ہیں۔ ان کا طریق آزادی کا طریق ہے۔ آزاد منش انسان کو کبھی غلامی پسند نہیں ہے۔ جو لوگ انسان نہیں ہیں۔ خواہ جن میں ابھی تک انسانیت کی نشو ونما پختگی کے حد تکمیل تک نہیں پہونچی ہے وہ کسی انسانِ کامل کی باتوں کو جیوں کا تیوں نہیں سمجھ سکیں گے۔

انسان فطرتاً اور قدرتاً کسی کا محتاج بھی نہیں بنایا گیا ہے نہ وہ کسی کا غلام ہے اور نہ اِس میں کسی قسم کی کمی ہی ہے۔ انسان قدرت کی مکمل فردیت اور پورن شخصیت کا نام ہے وہ تعلقات میں بے تعلق اور بے تعلقی میں باتعلق۔ قید و بند میں رہتا ہوا آزاد اور آزاد رہتا ہوا

مقید نظر آتا ہے۔ یہہ اُوصاف صرف ایک سچے انسان کے ہیں۔ اور اسی کو انسانِ کامل بھی کہا جاتا ہے۔ تمام قدرتی طاقتیں اور قدرتی اُوصاف انسان میں ازلی اور ابدی طور پر پہلے ہی سے موجود ہیں انسان پُورن ہے۔ انسان ہی سب کا پیدا کرنے والا ہے۔ پیدا کرنے سے مطلب یہہ ہے کہ جو شئے پہلے نہ رہی ہو۔ اسے عالم ظہور میں لایا جائے۔ مورتی پہلے پتھر یا لکڑی میں نظر نہیں آتی تھی۔ لیکن بت تراش یا بڑھئی نے اُن میں سے مورتی نکال کر پیدا کر دیا ہے۔ جو پہلی شخصیت دنیا میں آئی ہے وہ انسان ہی کی تھی شاستروں نے اس کو افضل اور اُتم مانا ہے۔ انسان سے انسان کا ظہور ہوتا ہے۔ ساری خلقت کا ظہور اسی کی آسرے سے ہوا ہے۔ وہ سب کا مدار علیہ۔ اُدھشٹان اور اَدھشٹاتا ہے۔ اس کے سہارے ہی سب کچھ ہوتا ہے پھر بھی وہ نرالمب اور نرآدھار کہلاتا ہے۔

جب تک انسان' انسان نہیں بن جاتا۔ وہ اصل معنی میں نہ حکومت ہی کر سکتا ہے۔ نہ تعلیم ہی پا سکتا ہے۔ اور نہ تجارت' زراعت اور صنعت و حرفت میں کمال دکھلا سکتا ہے۔ موجودہ انسان کی نیت خراب ہو چکی ہے۔ وہ بے ادب لالچی۔ زرپرست' زن پرست' چالاک' بدچلن' مُدعی اور بدکردار ہو چکا ہے۔ یہہ ساری باتیں اس میں صرف صحبت تعلیم اور اخلاق کی خرابی سے آئی ہیں۔ جب تک اُن میں اصلاح اور درستگی نہ ہوگی۔ انسان کبھی

کسی حالت میں سُدھر نہیں سکتا۔ اس لئے یہہ نہایت ضروری ہے کہ تعلیم میں روحانی اور جسمانی طور پر پریورتن لایا جائے۔ تب ہی انسان کے اخلاق میں سدھار آ سکتا ہے۔ جب تک انسان کے اخلاق کی اصلاح نہ ہوگی۔ اس میں روحانیت آ نہیں سکتی۔

انسان میں انسانیت کا ہونا ایک لازمی اور ضروری شرط ہے حضور پنڈت جی مہاراج نے جو انسان بنو کی آواز اُٹھائی ہے۔ وہ وقت کے اُنو سار ہے۔ اور وقت کی ڈیمانڈ ہے۔

انسان کو انسان بننا چاہیئے ۔۔۔ ورنہ وہ لکڑی ہے ایندھن کے لئے
وہ جلائی جاتی ہے چولہے میں نت ۔۔۔ اس کا جلنا راکھ ہونا ہے ضرور
صحبت فقرا میں جا کر لو سبق ۔۔۔ اور سدھارد اپنے تم کردار کو
اپنی کرنی آپ بھرنی پڑتی ہے ۔۔۔ سنت کی صحبت سے معلومات ہوں
رادھا سوامی نے کہا یوں کھول کر ۔۔۔ تم ہو کیا یہہ جان لو میرے عزیز
کر کے سنگت اور صحبت سنت کی ۔۔۔ اپنی حالت کو سدھارد دوستو

اصلیت اور حقیقت کا متلاشی

ننّدو بھائی

نظام آباد ـــــــ اے' پی

دیباچہ

اے پنتھک اور مذہبی دنیا کے مہاپرشو! آپ لوگوں کے چرن کمل میں یہہ فقیر سچے دل سے بار مبار نمسکار کرتا ہے۔ میں ازل سے جانب ہستی تلاش یار میں آیا تھا۔ آنا میرے بس کی بات ہنیں تھی، اس مالکِ کُل کے متعلق مجھے انیک قسم کے خیالات۔ نانا پرکار کے وشواس۔ اردگرد کے حالات کے مطابق ملے تھے میں اپنی زندگی کو عملی پہلو سے گزارتا رہا سچائی حقیقت اور اصلیت کی تلاش سراسر کرتا رہا۔ اس تلاش کے سلسلہ نے ۱۹۰۵ء میں مجھے داتا دیال مہرشی شوبرت لال جی مہاراج یم'اے کے چرن کملوں کی شرن بخشی۔ چونکہ انہوں نے رادھا سوامی مت سنت مت اور کبیر مت کے آدھار پر مجھے روحانی شکشا اور دیکشا دی تھی۔ اس تعلیم میں سوامی جی مہاراج نے سارے مذاہب اور پنتھوں کو کال اور مایا مت بیان کیا ہے۔ جس کے سبب میں اِس تعلیم کی اصلیت اور سچائی جاننے کے لئے ۱۹۰۵ء میں یہہ پرن کیا تھا کہ میں اپنا تجربہ جو کچھ اس تلاش کے سلسلہ میں حاصل ہوگا۔ عوام کو بتلا جاؤنگا۔ داتا دیال کی ذاتِ پاک نے فرمایا تھا کہ فقیر! تم چولا چھوڑنے سے

پہلے سنتوں کی تعلیم کو بدل جانا کیونکہ زمانہ آگے چل کر خود ہی بدل جائیگا
مذہب اور ملت سارے ختم ہو جائیں گے۔ اگر سنتوں کی تعلیم نہیں بدلی
گئی تو سارا سنسار پنتھ بھرشٹ ہو کر دکھی ہوگا۔ اس لئے میں نے سنت مت
میں آکر جو کچھ ابھیاس کیا ہے۔ وہی بات میں اب کہہ رہا ہوں۔ مجھے کسی بات
کا دعویٰ نہیں ہے۔ جہاں اہلِ مذاہب اور پنتھ والوں کو اپنے اپنے خیالات
کے ظاہر کرنے کا حق حاصل ہے۔ مجھے بھی قدرت سے یہہ حق ملا ہوا ہے۔ ممکن
ہے میں غلطی پر رہا ہوں۔ مگر مجھے کوئی اس کا افسوس نہیں ہے کیونکہ میری
نیت بالکل ہی پاک صاف رہی ہے۔ میں کسی پنتھ۔ کسی سمپردا۔ یا کسی
گورو کا ٹیکی نہیں ہوں اور نہ میں نے ان کے لئے کبھی کام کیا ہے۔ میں جو کچھ
کر رہا ہوں وہ صرف انسانی زندگی کی بہتری اور بھلائی کے لئے کر رہا ہوں
تاکہ انسان' انسان بن کر خود جیئے۔ اور دوسروں کو جینے دے۔

آج تقریباً چھبیس ۲۶ سال سے میں اس کام میں برابر لگا ہوا ہوں۔
اس بیساکھی ۱۹۶۶ء پر میں نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ آپ مہان پرشوں کے
چرنوں میں کتابی شکل دیکر بھینٹ کر رہا ہوں۔ اس وقت بھارت ورش
کی جو حالت ہے وہ آپ سب لوگوں پر عیاں ہے۔ ہمارے موجودہ غلط
وچار' وہمی خیالات۔ اور ناقص عملیات قانونِ قدرت کے اصول کے
مطابق ہم سب پر مصیبتیں ضرور لادیں گے۔ کیونکہ بزرگوں کا قول ہے۔

"اپنی کرنی۔ پار اترنی"

"کرم پردھان وشو کر راکھا جو جس کیں تیسو پھل چاکھا"

اگر آپ لوگوں کی اندری طبیعت مانتی ہے کہ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ وہ ست اور درست ہے۔ تو تم لوگ اپنی اپنی تعلیم کو ضرور بدل ڈالو۔ پرانا وقت اب بدل گیا ہے۔ روزانہ حالات واقعات بدلتے جارہے ہیں۔ پرانا طرز بیان اور پردہ داری کی تعلیم موجودہ زمانے کے وچارشیل لوگوں کو اور تعلیم یافتہ بدھی وان لوگوں کو اپیل نہیں کرتی ہے۔ اس لئے عوام مذہب اور پنتھوں سے بڑے نالاں ہیں۔ اور روزانہ لعن طعن کی زبان برابر استعمال کر رہے ہیں۔ سنسار کا کلیان صرف سچی سمجھ۔ سچے ویک اور سچے عمل سے ہی ہوسکتا ہے۔ یہہ سچی سمجھ اور سچا بویک صرف ست پرش۔ بیت راگ پرش اور مہان پرش ہی دے سکتے ہیں۔ کیونکہ ست گورو سچے گیان داتا کو کہتے ہیں۔

حضور شوشیل کمار جی مہاراج اور سنت کرپال سنگھ جی مہاراج سے میں ادباً عرض کرونگا۔ چونکہ آپ لوگ وشو دھرم سمیلن کے چلانے والوں میں سے ہیں۔ اس لئے میں آشا رکھتا ہوں کہ آپ لوگ دھرم کی موجودہ تعلیم کو ضرور بدل ڈالیں گے۔ جتنا کام میرے ذمہ قدرت نے دے رکھا ہے موج اسے خود بخود آپ ہی آپ کر رہی ہے میں نے عرصہ ۱۹۴۷ء سے (BE MAN) انسان بنو کی آواز اٹھائی ہے۔ مذہبی اور پنتھک دنیا کے گوڑھ اور پوشیدہ رازوں کو کھول کھول کر کھلے شبدوں میں بتلا رہا ہوں تاکہ مذہب والوں کی آنکھیں کھل جائیں اور وہ اپنا اور دوسروں کا سدھار کر سکیں۔ اے مہان پرشو! دکھی لوگ آپ لوگوں کے چرن کمل میں آشا لیکر آتے ہیں۔ آپ ان لوگوں کو

اپنا ست سنگ و کر سیدھے راستہ پر چلنے کی توفیق عطا کریں۔ جس میں ان کا کلیان ہو جائے۔ اور یہہ لوگ سکھی رہ سکیں!

حضور داتا دیال سب کا کلیان کریں۔

شُبھ چنتک

فقیر

دو لفظ

اس بیساکھی پر شری دیوی چرن جی متل ایڈیٹر "شیو" بوجہ علالت شریک ست سنگ نہیں ہو سکے۔ میں نے پنڈت جی مہاراج کے بھاشنوں کو جو اس بیساکھی کے موقع پر مالونہ مندر ہوشیار پور میں ہوئے تھے نوٹ کر لیا تھا۔ انھیں جیوں کا تیوں صاف کر کے اشاعت کے خیال سے رسالہ دیال کو روانہ کر رہا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ ایڈیٹر دیال انھیں شرفِ اشاعت بخشیں گے۔

آساں نہیں سمجھو۔ پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان برآمد ہو

میں اہلِ نظر۔ اہلِ دل اور اہلِ دماغ لوگوں سے عرض کرونگا کہ یہہ مضامین متلاشیانِ حق کے لئے خزانہ بے بہا اور مُردہ دل لوگوں کے لئے زندگی کا واحد پیام ثابت ہوں گے۔ وہ وہ رازِ نہفتہ جو آج تک پوشیدہ چلے آرہے تھے انھیں پنڈت جی مہاراج نے اپنی معمولی زبان میں کھول کھول کر ظاہر کر دیا ہے۔ جس کی بابت پرم سنت کبیر صاحب نے دھرم داس سے کہا تھا۔

"دھرم داس توہی لاکھ دوہائی
سار بھید باہر نہیں جائی"

سِدھی شکتی اور معجزہ، کرامات جن کو عوام بہت بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ یہہ صرف معمولی قسم کے خرقِ عادات ہیں۔ (WILL POWER) یا قوتِ خیال کے اثرات ہیں عوام کو اگر ان کی اجازت تشہیر دی جائے تو وہ ضبطِ تحریر میں آکر کسی وقت مستند گرنتھ بھی بن سکتے ہیں۔ مگر پنڈت جی مہاراج اس کی اجازت نہیں دیتے کیونکہ وہ ان ساری باتوں کو صرف مانسک تسکین ہی سمجھتے ہیں۔ جن اشخاص کے اندر سادھن ابھیاس کے وقت یا جاگرت سُپن اوستھا میں پنڈت جی مہاراج پرگٹ ہوتے ہیں۔ اُن کے سُرت کی چڑھائی کرا دیتے ہیں۔ دینوی تکالیف سے نجات بخشتے ہیں یا بیماروں کو دوائی بتلا دیتے ہیں۔ یا ان لوگوں کی مدد کرتے ہیں تو وہ پنڈت جی مہاراج سویم نہیں ہوتے ہیں۔ بلکہ وہ اُن لوگوں کے ہی وشواس۔ پریم۔ شردھا اور مانسک خیالات ہی ہوتے ہیں۔ پنڈت جی مہاراج ان میں سے اکثر لوگوں کو جانتے تک نہیں۔ وہ اِن باتوں کو سن کر خود بھی حیران ہوتے ہیں کہ۔ ان کو اِن ساری باتوں کا مطلق علم نہیں ہوتا ہے۔ یہہ سب سے بڑا راز ہے جسے آج تک کسی مہاتما نے کھول کر نہیں کہا ہے۔ پنڈت جی مہاراج اب اسے کھول کھول کر بتلا رہے ہیں۔ وقت آئے گا جب ساری دنیا اس حقیقی

اصلیت کے آگے اپنا سر جھکا دے گی۔ پھر اُس وقت نہ مذہبی تعصب ہی رہے گا اور نہ پنتھک پکشپات ہی ہوں گے۔ اِس راز کو اپنا کے بغیر دنیا کے تفرقات کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔

جس شخص کو اپنے اِشٹ دیو سے جو کچھ حاصل کرنا ہے وہ اس کا خود اپنا ہی مانسک خیال۔ وشواش پریم شردھا اور مانسک کلپنا ہی کا ایک پرتیکش نتیجہ ہوتا ہے۔ کوئی اور دوسری طاقت کہیں باہر سے آکر اس کے انتر میں پرگٹ نہیں ہوتی ہے۔ اگر یہی بات دنیا دار لوگ سن سکیں سمجھ سکیں۔ اور اپنے عمل میں لا سکیں تو سارے تفرقات دین اور دنیا کے ایکدم غائب اور دور ہو سکتے ہیں۔ تب انسان، انسان بن کر ہنسی خوشی کے ساتھ جی سکتا ہے۔ تم جسم رکھتے ہو۔ اپنی پوری توجہ دیکر محنت مشقت کیا کرو۔ جسمانی اور دماغی طاقت سے برابر کام لیا کرو۔ خود جیو! اور دوسروں کو بھی جینے دو۔ ہمّت مرداں۔ مددِ خدا۔ اسی کو کہتے ہیں۔

الوالعزمان دانش مند جب کرنے پر آتے ہیں

سمندر چیرتے ہیں۔ کوہ سے دریا بہاتے ہیں

پنڈت جی مہاراج نے انسان بنو کی آواز اُٹھائی ہے۔ وہ انسانیت پر زیادہ زور دیتے ہیں۔ روحانیت بھی انسانیت ہی کے سہارے رہتی ہے۔ جس میں انسانیت نہیں ہے وہ روحانیت سے بھی خالی اور کورا رہتا ہے۔ اگر انسان میں انسانیت نہ ہو اور مشک میں بُو نہ ہو تو دونوں بیکار ہیں۔

میرے پتاجی مہاراج نے اپنی ساری عمر حقیقت کے تلاش میں صرف کر دی۔ برابر سادھوں اور سنتوں کی سیوا میں لگے رہے۔ بوڑھاپے میں حضور بابا ساون سنگھ جی مہاراج کے چرنوں میں گئے بابا ساون سنگھ جی مہاراج کی ذات پاک کس قدر بلند پایہ تھی انہوں نے پتاجی سے پوچھا کہ آپ کس نام کا جاپ کرتے ہو۔ اور کس کا دھیان کرتے ہو۔ پتاجی نے بتلایا کہ وہ کسی ڈنڈی سوامی سے دیکشت ہیں۔ اور عرض کی کہ مہاراج ان کا بتلایا ہوا منتر میں اس طریقہ سے جپتا رہتا ہوں تب بابا ساون سنگھ جی مہاراج نے فرمایا کہ آپ کو اب کسی دوسرے نام کی ضرورت باقی نہیں رہی ہے۔ آپ سیدھے مارگ پر ہو۔ اسی راستہ پر صحیح طریقہ سے چلتے رہو۔ حقیقت تک آسانی کے ساتھ پہونچ جاؤ گے۔ اس بات کو سن کر میرے پتاجی بڑے خوش ہوئے۔ اس قدر خوشی ان کو پراپت ہوئی جیسے دونوں جہاں کی دولت انہیں مل گئی۔ ان کا اپنا خیال تھا کہ میں نے اپنی ساری زندگی یوں ہی اکارتھ گنوا دی ہے۔ پھر پرارتھنا کی کہ حضور اپنے زبان مبارک سے میرے منتر کی صداقت فرما دیں۔ تو ست گورو جی مہاراج نے اپنی زبانِ مبارک سے کچھ فرمایا اور اپنے الفاظ میں تاکید کر دی جس سے پتاجی کی تسلی ہو گئی۔ تب پتاجی مہاراج نے مجھ کو اور میرے بیوی بچوں کو بیاس لے جا کر بابا ساون سنگھ جی مہاراج سے نام دلوا دیا۔ چنانچہ مجھ پر بھی ست گورو جی مہاراج حضور بابا ساون سنگھ جی مہاراج کی ذاتِ پاک نے اتنی دیا کی کہ حقیقت کے راز کی گتھی کا انکشاف کر دیا۔

پاکستان بننے کے بعد میری تقدیر مجھے ہوشیارپور لے آئی۔ پنڈت فقیر چند جی مہاراج کی قربت نصیب ہوئی۔ انہوں نے دیا فرمایا۔ اب میں بابا سانولے شاہ اور پنڈت فقیر چند جی مہاراج کے حکم کے انوسار کام کر رہا ہوں، دس بارہ سال سے میرے مکان پر پنڈت فقیر چند جی مہاراج کا ست سنگ ہوتا رہا ہے۔ حضور پنڈت جی مہاراج کے ست سنگ میں رُوچک اور بھیانک باتیں نہیں ہوا کرتیں بلکہ وہ حقیقت کی تیار نتھ تعلیم دیتے رہتے ہیں۔ اس واسطے بلالحاظ مذہب وملت آزاد طبع لوگ اب جوق در جوق آنے لگ گئے ہیں۔ اُن کے گھر پر اتنے کثیر لوگوں کے بیٹھنے کی جگہ نہیں تھی۔ اسی لئے مانوتہ مندر ست سنگ گھر کی بنیاد ڈالی گئی۔ مجھے پنڈت جی مہاراج کی صحبت سے کم از کم عقلی اور دماغی طور پر پُورن شانتی مل رہی ہے۔

میں نے اِس بیساکھی کے ست سنگ کے نوٹ محض اِس خیال سے لئے تھے کہ پنڈت جی مہاراج کی وچار دھارا عام پبلک میں پھیلے جس سے عوام کا فائدہ ہوگا۔ میں آشا کرتا ہوں کہ اہلِ دماغ لوگ اور متلاشیان حقیقت اِس بیساکھی کے ست سنگ سے کافی فائدہ اٹھائیں گے۔

اِس کتاب کا نام پنڈت جی مہاراج کے حکم سے "مانو کلیان دھرم" حصّہ سوم رکھا گیا ہے اِس بیساکھی کے ان چار ست سنگوں کے علاوہ ایک ست سنگ عام حضور پنڈت جی مہاراج نے اور بھی دیا تھا۔ وہ بھی اس کتاب میں شامل کر دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کی آنکھیں کھل جائیں

حقیر داس
ماسٹر موہن لال
ہوشیارپور (پنجاب)

پہلے دن کا بیساکھی ست سنگ

صبح کے وقت ۱۴ اپریل بدھوار ۱۹۶۶ء

ڈوڑت ڈوڑت ڈوڑیا جہاں لگ من کی ڈوڑ
ڈوڑ چکا من تھر بھیا وستو ٹھور کی ٹھور

انسان کا دماغ اپنے اپنے خیالات کے چکر میں آکر دوڑتا رہتا ہے۔جب وہ ڈوڑ، دوڑ کر تھک جاتا ہے۔تب اس کو شانتی ملنے لگتی ہے اس کے کھوپری کے اندر من۔چت۔بدھی۔اہنکار تتو پیدا ہو جاتے ہیں۔جب تک یہہ قائم رہتے ہیں۔جس قسم کے خیالات انسانی کھوپری کے اندر (cells) میں پڑے ہوتے ہیں۔اسی کے موافق ہر ایک جیو یا جاندار کھیلتا رہتا ہے۔یا تو کھوپری کے (CELLS) برابر کام نہ کریں فیل ہو جائیں۔تب اسے شانتی رہتی ہے۔یا وہ اپنی کھوپری کے اوپر چلا جائے۔تب اس کو شانتی رہتی ہے۔میرے کھوپری کے (cells) فیل نہیں ہوئے۔میں اوپر چلا گیا ہوں۔کھوپری کے اوپر کیا ہے یہہ وہ جگہ ہے جہاں سے ہم تمام لوگ آئے ہیں۔یہ ہمارا آد استھان ہے۔

ہمارا شریر برہمانڈ کی نقل ہے۔"جو برہمانڈے سو پنڈے"۔ پھر ہم کہاں سے آئے ہیں۔ جس گھر سے ہم آئے ہیں۔ اس کا بھی مرکز ہمارے ہی اندر قائم ہے۔ اور وہ ہماری چوٹی کا مقام ہے۔ جب ہماری سُرت دماغ سے نیچے جسم میں آتی ہے۔ تب ہمارے اندر میں چنتا (روحانیت) کے مانسک وچار پیدا ہوتے ہیں۔ جب تک ہم اس جسم اور دماغ کے (brain cells) میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہم اپنے نج گھر سے بچھڑے ہوئے ہیں۔ پھر ہمارا اصلی گھر کہاں ہے جہاں پر تمام قسم کے احساسات اور چنتائیں نہیں رہتیں۔ ہمارے آدگھر میں دماغی آنند سکون اور شانتی رہتی ہے۔ ہم لوگ وہاں سے اس کھوپری میں آئے ہیں۔ کھوپری میں آنے کے سبب سے ہی ہم کو سب کچھ بھاتا ہے جہاں ہمارا دماغ فیل ہوا۔ دنیا ختم ہو گئی۔ یا موج دماغ کو ختم کر دے تب بھی شانتی رہتی ہے۔ اگر انسان شانتی چاہتا ہے۔ تو وہ اپنی زندگی میں کھوپری سے اونچا چلا جائے۔ آج بیساکھ کا مہینہ ہے۔ میں نیچے اتر کر بول رہا ہوں۔ مالک کرے یہ سال بھارت ورش کے لئے نتیجہ ہو۔

سوامی جی مہاراج کی بانی ہے۔ تم اسے غور سے سنو!

"بیساکھ ماس سر پر آیا ساکھ گئی۔ جیو ہوا پرایا"

اب دیکھو ساکھ کے معنی تعلق کے ہیں۔ ہماری ساکھ چلی گئی۔ ہم پرائے ہو گئے۔ اور ہمارا تعلق جہاں سے ہم آئے تھے بالکل ٹوٹ گیا ہے۔ جب تک ہم اپنے نج گھر سے دور اور علیحدہ رہتے ہیں۔ دکھ، سکھ، خوشی، غمی، آنند، بے آنندی کے اثرات سے ہم کبھی بچ نہیں سکتے۔ جب کوئی

انسان ۔ سنت مہاتما، داتا دیال، کبیر صاحب، سوامی جی مہاراج بُدھی
کے استھان میں آتے ہیں اور جب تک ان کی توجہ دیہہ میں اور من میں
رہتی ہے۔ وہ دُکھ سُکھ سے کبھی بچ نہیں سکتے ۔ البتہ کسی کو دُکھ زیادہ
ہوتا ہے اور سُکھ کم ملتا ہے ۔ اور کسی کو سُکھ زیادہ ملتا ہے ۔ اور دکھ کم
ہوتا ہے ۔ اسی لئے سنت کہتے ہیں ۔ اِس کال اور مایا میں اصل شانتی
نہیں ہے ۔ یہہ تجربہ ۔ انیکوں رشیوں منیوں اور سنتوں کا ہے ۔ انہوں نے شانتی
کو حاصل کرنے کے لئے کئی مفید تجاویز نکالی ہیں اور ہر مذہب و ملت نے
اُن کا انکشاف کیا ہے ۔ سنت مت نے خیال کے انتہائی حالت کو قبول کیا
ہے ۔ انہوں نے یہہ گر نکالا کہ اگر تم سُکھ یا شانتی چاہتے ہو تو دسویں دوار
سے آگے چلے جاؤ ۔ یہہ بات حضور ساونے شاہ بھی فرمایا کرتے تھے

"دسویں دُوار لنگھو ۔ تو آگے ست گورو کھڑا پاؤ"

مگر جیووں کو اسی بات کی سمجھ نہیں ہے ۔ سُکھ دُکھ سے بچنے کا علاج یہہ
ہے ۔ کہ تم اپنی کھوپری سے اوپر چلے جاؤ ۔ اس وقت تمام مذہب اور سنت
مت والے اپنی کھوپری سے نکلنا نہیں چاہتے ہیں ۔ کوئی رام، کوئی کرشن
کوئی گورو ۔ کوئی دیوی، دیوتا کے روپ میں پھنس گئے ہیں ۔ وہ لوگ
من آنند ضرور لیتے ہیں ۔ میں خود بھی زندگی میں یہی کام کرتا رہا ہوں
کبھی رام، کبھی کرشن اور کبھی داتا دیال کی مورتی بنا بنا کر من آنند لیتا
رہا ہوں ۔ اور کبھی کچھ ۔ کبھی کچھ انیک پرکار کے خیالات اپنے اور
دوسروں کے اظہار کرتا تھا ۔

یہہ سب بال کی کھال نکالنے والے ۔ لیکچر اور ویاکھیان دینے والے ۔ کتابیں لکھنے والے اسی کھوپری میں ہی رہتے ہیں ۔ بال کی کھال، لیکچر بازی، لکھائی، پڑھائی، وغیرہ کہاں ہوتی ہے ۔ اسی مایا اور کال کے حدود میں ۔ میں اس وقت ست سنگ کرا رہا ہوں، میں کہاں پر بیٹھ کر ست سنگ کرا رہا ہوں ۔ میں اسی کھوپری میں بیٹھ کر ست سنگ کے بچن کہہ رہا ہوں ۔ اگر تم لوگ بھی اپنی کھوپری سے اوپر چلے جاؤ تو وہاں پر خاموشی رہتی ہے ۔ اس جگہ بولنے سننے کی ضرورت بھی باقی نہیں رہتی ۔ آپ لوگ ست سنگ میں آئے ہو ۔ سوچو، سمجھو، اور غور کرو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں ۔ ست سنگی کے روپ میں مجھے جس بات کی سمجھ نہیں آتی تھی ۔ وہ میں نے آپ لوگوں کے چرن کمل کی بدولت اصلی سمجھ اور بویک حاصل کر لیا ہے ۔ اور اب اس مایا جال کے چکر سے نکل گیا ہوں ۔ کیسے نکلا ہوں ۔ آپ لوگوں نے مجھ کو گورو مانا ۔ اپنا انبھو بیان کیا ۔ کہ میں آپ لوگوں کے اندر پرگٹ ہو کر دوائیاں بتلاتا ہوں ۔ آپ کی نرتیں چڑھاتا ہوں ۔ آپ کو مصیبت سے بچاتا ہوں ۔ یہاں ڈاکٹر شادی لال جی جالندھر سے آئے ہوئے ہیں ۔ ان کو ادھرنگ ہو گیا تھا ۔ وہ میرے چیلے نہیں تھے ۔ صرف ادھرنگ ہونے کے سبب مجھے سادھو جان کر اس سے پہلے بھی ایک دفعہ تشریف لائے تھے جب ان کو ادھرنگ ہو گیا ۔ میرا روپ ان کے اندر چوبیس ۲۴ گھنٹے تک برابر موجود رہا ۔ میرے روپ نے ان کے اندر میں دوائی بتلائی اور

اُن کی بیماری کے متعلق ساری باتیں کھول کھول کر کہدیں۔ پرسرام وہاں پر موجود تھے۔ اس نے مجھے بتایا۔ میں ست کہتا ہوں۔ کہ مجھے اس کا بالکل علم نہیں تھا کہ وہ بیمار تھے۔ اس قسم کی ایک دو نہیں ہزاروں تجربات میرے سامنے آتے رہتے ہیں۔ اس لئے میں سوچنے پر مجبور ہو گیا ہوں کہ وہ کون تھا۔ جو لوگوں کے اندر پرگٹ ہوتا ہے۔ وہ ہے سنسکار۔ شردھا، وشواس اور پریم، جس قسم کے (SUGGESTION) کسی کے دماغ پر اندرونی طور پر پڑے ہوتے ہیں۔ مصیبت کے وقت وہی سنسکار روپ دھر کر سامنے آ جاتے ہیں۔ اور اس کو مصیبت سے بچا لیتے ہیں۔ دوستو! سوچو میں کیا کہہ رہا ہوں۔ آج تک کسی مہاپرش نے اتنی صاف بیانی سے کام نہیں لیا ہے۔ گو اشارہ تو وہ ضرور کر گئے ہیں مگر پھر بھی پردہ رکھا گیا ہے۔ آجکل کے ظاہرا گوروؤں نے اور ظاہرا سنتوں نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ اگر کسی کے اندر کسی گورو کا روپ پرگٹ ہو گیا اور اگر سچ بات اور ٹھیک نکلی تو اپنا نام روشن کر دیا۔ اگر بات پوری نہ ہوئی۔ تو یہہ کہہ دیا۔ کہ وہ کال پرش کا روپ تھا۔ تم لوگ سمجھو۔ سوچو اور وچار کرو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔

"کال نے جگ بھرمایا۔ میں کا سے کہوں بکھان"

سوامی جی مہاراج کہتے ہیں۔

جب تک ہماری شرت ان روپوں۔ رنگوں کو ست مان کر انکے پیچھے دوڑتی رہتی ہے۔ تب تک ہمارا تعلق اس مالک کل کی ذات سے

بالکل نہیں رہتا ہے۔ انسان اس وقت تک پرایا ہے۔ جب تک وہ اپنی سُرت کو جو روپ رنگ۔ ریکھا اس کے انتر میں پرگٹ ہوتے ہیں۔ ان کو ست مان کر ان کے پیچھے دوڑتا رہتا ہے۔ تب تک وہ پرایا ہے۔ بات بہت اونچی اور لطیف ہے۔ ہر ایک شخص اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ مگر میں کیا کروں میں انامی دیش کا رہنے والا ہوں۔ جہاں کا جو شخص باسی ہوتا ہے۔ وہ وہاں ہی کی بات کہتا ہے۔

ہم باسی اس دیش کے۔ جہاں بارہ ماس بلاس
سُرت شبد میں رت رہی۔ راکھیں من نہیں آس

میں اس دیش کا رہنے والا ہوں۔ پرار بدھ کرموں کے انو سار اس دیش میں آگیا ہوں۔ سانپ مر گیا۔ مگر ابھی تک دُم حرکت میں ہے۔ یہہ پرابدھ کرم ہیں، اب میرے لئے نیچے اُتر کر بات چیت کرنا سخت مشکل ہو رہا ہے۔ اس لئے ست سنگیوں کو چاہئے کہ ان کا ست سنگ کریں جو ابھی تک راستہ میں چل رہے ہیں۔ میرا سفر ختم ہو گیا ہے مجھے آپ لوگوں کو اپنے پیچھے لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ کوئی شخص مجھے گورو مانے۔ تم لوگ جہاں، جہاں لگے ہوئے ہو لگے رہو۔ صرف اُن پریمی جنونی کا ست سنگ کرو جو ابھی تک سفر میں چل رہے ہیں۔ اگر تمہارے بھاگ میں ہے تو کبھی نہ کبھی تم اپنے نج گھر پہونچ ہی جاؤگے۔ میرے ست سنگ سے تم لوگوں کو حقیقت۔ سچائی اور شانتی ملے گی۔ اور نج گھر کی سمجھ آئے گی۔

میں نے یہہ راز کیوں کھولا ہے۔ میں نے آپ لوگوں سے کہا ہے۔ کہ
جیسا جیسا سنسکار انسان کی کھوپڑی میں پڑا ہوتا ہے۔ وہ آدشیہ
کبھی پرگٹ ہوتا رہتا ہے۔ جیسے ڈاکٹر شادی لال کا حال ہوا ہے۔ یہہ
سچائی کی بات ہے جو تم مجھ سے سن رہے ہو۔ جو میں یہاں کہہ رہا ہوں
جب آپ کا آخری وقت آئے گا۔ اور تم کو یہہ جب یقین ہو جائے گا کہ
اس سنسار سے تم کو چلے جانا ہے۔ تو یہہ سنسکار اس وقت تم کو کام دیں گے
جو میں اس وقت دے رہا ہوں۔ تم اس کا یقین رکھو۔

سنت ڈاریا بیج۔ گھٹ دھرتی بن جیو کے
کون سمرتھ جو جار سکے۔ اس بیج کو
کچھو کال کے ماہہ۔ یہہ بیجا انکر گہے
پھل لاویگا سوئے۔ جو ست گورو داتا کہے

یہہ سنسکار کبھی خالی نہیں جائے گا۔ تم میری بات کو سنو! اور
اس پر غور کرو! میں نے کیا کہا ہے۔ یہہ سنسکار جو اس وقت میں دے
رہا ہوں۔ اس میں سچائی اور ستتا کا بھاؤ ہے۔ اور یہہ بات
ایک ایسے شخص کی زبان سے نکل رہی ہے۔ جس نے تقریباً (۷۹) اناسی
برس اپنی زندگی کے سچائی کی تلاش میں گزار دیا ہے۔ ان
سنسکاروں سے تمہارا بھی انجام بہ خیر ہو گا۔ اور تم گرنے نہیں پاؤ گے
سوامی جی مہاراج کی بانی ہے۔ جہاں وہ تمام مذاہب اور ویدانت
تک کو بھی کال اور مایا مت کہتے ہیں۔ انہوں نے رام کرشن کے بھگتوں حضرت

محمدؐ صاحب اور حضرت عیسیٰ صاحب کے انویائیوں کو جین اور بدھ دھرم کے پیرو کاروں کو بھی مایا اور کال مت کا بتلایا ہے۔ وہاں ایک آخری کڑی بھی آئی ہے۔ اس کا مطلب یہہ ہے مایا سوال کرتی ہے سوامی جی مہاراج سے آپ نے سنت مت کے مارگ کو اپنی دیا سے بہت ہی سستا اور آسان کر دیا ہے۔ جیوؤں کے کلیان کے خیال سے کیا میں آپ کا نہیں ہوں۔ اس پر سوامی جی مہاراج فرماتے ہیں رہن مایا۔ تو بڑی چنچل ہے۔ تو جیوؤں کو پھنسا رکھتی ہے۔

"تیرے چھل بل میں نے تو ڑے"

میرا جیو تو نہیں لے جا سکتی۔ یہہ سیدھے ست لوک جائے گا۔ تم دنیا کے خواہشات اور مانسک تخیلات میں پھنسے رہو۔ مگر جب وقت آئے گا تم خود یقین کرو گے۔ کہ یہہ سنسار ناشمان ہے۔ اور یہاں پھنسے رہنا اچھا نہیں ہے۔ تب تم کو اپنے نج گھر کا خیال ستائے گا۔ جیسا کہ مرنے والوں کو اپنے نج گھر کا خیال آتا ہے۔ اس وقت یہہ سنسکار اور یہہ خیالات جو میں اس وقت تم لوگوں کو دے رہا ہوں تمہارے خیالات کو بدل ڈالیں گے اور تم کو مایا کے جال سے نکال دیں گے۔ پہلا ثبوت تم اس کا ثبوت مانگو گے سنو۔ پرمرام کی استری آدم پور سے علی الصباح اندھیرے میں ہوشیار پور آ رہی تھی۔ وہ راستہ میں ڈری۔ اس وقت میرا روپ عالم بیداری میں پرگٹ ہوا اور میرے روپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور آدھے میل اسٹیشن تک راستہ میں باتیں کرتا ہوا لے گیا۔ اور پھر گپت ہو گیا دوستو!

میں تو تھا نہیں ۔ وہ کون تھا ۔ وہ اس کا سنسکار ۔ اس کا یقین اور اس کا خیال کہ ست گورو جیوؤں کی رکشا کرتے ہیں ۔ اس طرح اگر تم کو اصلیت ۔ سچائی اور حقیقت کا علم ہو جائے کہ ہم کو جانا کہاں ہے ۔ ہمارا اصلی گھر کہاں ہے ۔ تو یہہ یقین اور وشواس تم کو انت سمے میں سہایک ہوں گے اور تم کو نج گھر پہونچا کر رہیں گے ۔ دوسرا ثبوت ۔ ڈاکٹر شادی لال کا ہے ۔ چونکہ اس کے دل میں میری کتابوں کے پڑھنے سے یا میری تعریف کے سننے سے میری بزرگی کا اس کے دل پر نقش ہو گیا ۔ جب وہ بیمار پڑا اور دکھی ہوا ۔ اس کا خیال اور یقین نے اس کے انتر میں میرا روپ پرگٹ کیا اور اس کو سہایتا دی ۔

یہہ وہ راز ہے جس کو کسی جہان پرش نے اس طرح ظاہر نہیں کیا ہے ۔ اگر کیا بھی ہے تو صرف اشارہ ہی اشارہ کر گئے ہیں ۔ اصلی بات یہہ ہے کہ ان جہان پرشوں نے جیوؤں کو اپنے گھر جانے کا خیال ہی نہیں دیا ہے ۔ بلکہ اپنے پنتھ اور دائرے تک ہی محدود رکھا ہے ۔ لوگ ادھیکاری بھی نہیں ہیں ۔ بانی کہتی ہے :۔

"نرنر ۔ منی کی یا ہی ریتی ۔ سوارتھ لائیں کریں سب پریتی"

صاف بات یہہ ہے کہ ہم لوگ اس وقت تک اپنے گھر سے پرائے ہیں جب تک ہم اس روپ رنگ اور ریکھا کو ست مان کر اس کے پیچھے لگے ہوئے ہیں ۔ کتنے آدمی ہیں ۔ جو اس وشواس پر بیٹھے ہوئے ہیں کہ انت سمے میں گورو مہاراج آکر لے جائیں گے ۔ یا کوئی رام کرشن آکر لے جائے گا

مبارک ہے یہہ خیال۔ یہہ خیال حوصلہ افزاء ضرور ہے۔ مگر میرا تجربہ
اس کے برخلاف ہے کیوں! کئی لوگ مرے اور مرتے سمے کہہ گئے کہ بابا
فقیر پالکی میں نورانی رُوپ میں آکر لے گیا۔ مگر میں مرنے والوں کو جانتا
تک نہیں ہوں۔ اس کے متعلق حضور معلّی مقدس رائے سالگرام صاحب
کی ذات پاک نے یوں فرمایا ہے۔ کہ انت سمے میں جس کا روپ سامنے
آجاتا ہے۔ وہ وہاں ہی جنم لیتا ہے۔ شاستر بھی ایسا ہی کہتے ہیں۔
"انت متا سو گتا" میری لڑکی پریم پیاری جب کوئیٹہ میں مری تو انت سمے
میں اس نے سرلا کو جو پنڈت ولی رام حکیم کی لڑکی تھی یاد کیا۔ میں نے ولی
رام سے کہا۔ کہ میری لڑکی آپ کی نواسی ہوگی۔ اور ایسا ہی ہوا۔ بلکہ اس کے
گرہ بھی پہلے جنم کے خیالات کے مطابق پڑے تھے۔ چونکہ میرا خیال
ٹھیک نکلا۔ اس لئے جو شخص یہہ سمجھتا ہے کہ انت سمے بابا فقیر ہوشیارپور
والا لینے کے لئے آیا ہے۔ وہ مرکر ہوشیارپور میں جنم لے گا۔ میں بات
سچی کہتا ہوں۔ اس لئے جب تک کسی کو یہہ گیان نہیں ہوتا کہ انتر
کے تمام رُوپ۔ رنگ۔ ریکھا کلپت اور مایا دی ہیں۔ اور جب تک
الہند شبد۔ ست نام۔ اکال پرُش اور رادھاسوامی دیال کا اشٹ
نہیں ہے۔ تب تک وہ آواگون سے چھٹکارا نہیں پا سکتا۔ شاستر
بھی یہی بات کہتے ہیں۔ کہ بغیر گیان کے مکتی نہیں ہوتی۔ حضور معلّی
مقدس نے اپنے کلام میں صاف صاف یوں کہتے ہیں۔ جن کو انت سمے
ست گورو آکر بھی لے جاتا ہے۔ اور وہ پنج شبد بھی سن لیتے ہیں۔

مگر پھر بھی وہ کچھ عرصہ تک اوپر کے لوکوں میں ست گوروکے ساتھ رہ کر ست سنگ کرتا رہے گا۔ مگر پھر بھی اس کو واپس انسانی چولے میں آنا پڑے گا۔ تاکہ اس کی آتمک کمائی پوری ہو جائے جو ادھوری رہ گئی ہے۔

آپ لوگ ست سنگ میں آئے ہو۔ میں وقت کا سنت ست گورو ہوں۔ سنت ست گورو نام ہے۔ سچے گیان داتا کا مجھے کوئی کلغی نہیں لگ گئی ہے۔ میں آپ لوگوں کو سچا راز۔ سچا خیال اور سچا سنسکار دے رہا ہوں جب تک سرت کو یہہ یقین نہیں آجاتا کہ یہہ من اور مایا کلپت ہیں وہ اس من کی کلپناؤں سے کبھی علحٰدہ نہیں ہوسکتا۔ اپنے نج گھر جانا اس کے لئے ناممکن ہے۔ یہی بات ساشتر بھی کہتے ہیں۔ جب تک مایا ساتھ ہے۔ جیوٗ جیوٗ ہی ہے۔

اب تم سوچو یہہ ست سنگھ کا وشے ہے۔ اپنا گھر اور اس سے الگ ہونا میں نے صاف صاف بات کہہ کر یقین کرا دیا ہے کہ جب تک سُرت من۔ بدھی چت اور اہنکار سے اور اس کے بنائے ہوئے جتنے روپ رنگ دیکھا اور تعلقات سے خواہ وہ رام کرشن یا گورو کے روپ ہی میں ہوں۔ علحٰدہ نہیں ہوتے اپنے نج گھر جانا یا اصلی ذات سے واصل ہونا ناممکن ہے۔ اس لئے ہم سب لوگ پرائے ہیں۔ اور اس مالک سے بچھڑے ہوئے ہیں۔ پھر ہمارا نج گھر کہاں ہے۔ بانی کہتی ہے۔

"اگم' اپار' اگادھ' انامی' اکال پرش' پرم تتو' رادھاسوامی"

ہم سب وہاں سے آئے ہیں۔ میں بھی اور آپ سب لوگ بھی مگر کال اور مایا کے رنگ رُوپ نے ہم سب پر ایسا قابو پا لیا ہے کہ ہم اس سے نکل نہیں سکتے۔ ہم میں طاقت ہی نہیں ہے۔ اِس حالت سے چھڑانے والا کوئی نربندھ پرش ہی ہو سکتا ہے۔

تم کسی کے پاس جاؤ۔ سب لوگ یہی کہیں گے تم مانوتہ مندر جاؤ۔ بیاس جاؤ۔ آگرہ جاؤ۔ ہر جگہ یہی کہا جاتا ہے۔ کہ تم کسی رام، کسی کرشن، کسی گورکھ مہاتما کو پوجو۔ مگر میں ایسا نہیں کہتا۔ کہ مجھے پوجو، بلکہ میں کہتا ہوں، میری بات کو سمجھو۔ اور اس پر وچار کرو۔ یہی اصلی معنی میں گورو بھگتی ہے۔ اس کے علاوہ اور گورو بھگتی سب پاکھنڈ ہے۔ سوامی جی مہاراج کہتے ہیں۔

درشن کرو۔ بچن پیئی سُنو۔ سن سن کر نت من میں گنو
گُن گُن گاڑھ یئومت سارا۔ گاڑھے سارنت کرو اہارا

یہہ راز ہے جو میں دے رہا ہوں۔ اگر کسی کی کھوپڑی میں یہہ راز بیٹھ جائے۔ تو اس کا بیڑا پار ہو جائے گا۔ یہہ راز میری سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ داتا دیال سے میں بہت پریم کیا کرتا تھا۔ مگر باوجود اس کے وہ ہمیشہ یہی کہتے تھے۔ کہ فقیرا تو ابھی تک کال مایا سے نہیں نکلا ہے۔ چلے چل! میرا حکم مان ایک نہ ایک دن تو بھو ساگر سے پار ہو جائے گا۔ میں نے پوچھا مہاراج۔ کیا حکم مانوں انہوں نے

مجھے گورو بنا دیا۔ اب جو تجربہ میرا اس پنتھ میں چلنے سے ہوا ہے۔ میں وہی بیان کرتا رہتا ہوں۔ اگر ساری دنیا ایک طرف ہو جائے۔ کوئی وید شاشتر یا کوئی بانی کا حوالہ دے۔ میں کیسے یقین کر سکتا ہوں۔ میں نے جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہی کہتا ہوں۔ ست کبیر کی بانی ہے

"میں کہتا ہوں آنکھوں دیکھی
تو کہتا ہے پستک لیکھی"

میری اس صاف بیانی سے آپ لوگ کہو گے کہ میں نے گورومت کا جھگڑا ہی ختم کر دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ رادھا سوامی مت کیا کہتا ہے۔ پورے گورو کی تلاش کرو۔

"پورے گورو کو ڈھونڈھ
تیرے بھلے کی کہوں"

یا "گورو کھوجو ری جگت میں دربھ رتن یہی"

جب تب پورا گورو (پورن گیان) نہیں ملتا۔ تمہارے بندھن نہیں کٹ سکتے سنسار کے اندر موجودہ گورو ازم نے صاف بیانی سے کام نہیں لیا ہے۔ ان کے لئے مجبوری بھی ہے۔ کیونکہ جیو ادھیکاری بھی نہیں ہیں۔ میں تو ایک نادان شخص ہوں۔ جو آپ لوگوں کے سامنے موتی لال ' ہیرے جواہرات بکھیر رہا ہوں۔ آپ سوچو! کیا آپ لوگ اس سچی اور اونچی تعلیم کے مستحق بھی ہیں۔ دوسرے معنوں میں کیا آپ لوگ اپنے بخ گھر جانا بھی چاہتے ہیں۔ کیا آپ لوگ

اصلی سچائی کو سننے کے لئے تیار ہیں۔ نہیں بالکل نہیں! مگر میں بیج ڈالے جا رہا ہوں۔ آج نہیں تو کل کل نہیں تو پرسوں جب تمہارے سر پر مصیبت آئے گی۔ انت سمے آئے گا۔ اس وقت اگر تم لوگ اپنا ادھار چاہو گے تو یہہ سنسکار جو میں نے اپنے بچنوں دوارا دے رہا ہوں' اسے اپنانے سے تمہارا بیڑا پار ہو جائے گا۔ یہہ راز۔ یہہ بھید۔ یہہ گورومت تم کو مایا کال کے چکر سے ضرور نکال لے جائیگا یہہ سیدھی اور سچی باتیں ہیں۔

تم لوگ جو فقیر چند کو گورو مان کر آئے ہو۔ میں ان لوگوں سے کچھ کہنا چاہتا ہوں کہ میں آپ لوگوں کو فقیر چند کے جال میں پھنسانے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ سنو! میری بات کو۔ آپ لوگ میرے بھائی ہو شاید میری بات کو تم لوگ آج بھی نہ سمجھ سکو گے مگر میرے ذمہ ڈیوٹی ہے۔ کہ تم لوگوں کو گورو کے دیش لے جاؤں۔ میں آپ لوگوں کو سنسکار دے رہا ہوں۔ یہی میرا نام دان ہے۔ آج نہیں تو کل' کل نہیں تو پرسوں! کچھ پرواہ نہیں! جب انت سمے میں' تم اپنے من کے روپ رنگ اور ریکھاؤں کو چھوڑ دو گے۔ تب تم لاکھ پاپ کئے ہوں۔ تم پران پاپوں کا کچھ بھی اثر نہ ہو گا۔ کیونکہ جو شے تم کو آکرشن کرتی ہے۔ وہ صرف روپ رنگ اور ریکھا ہی ہیں۔ جب تم ان کو کلپت مان کر یا مایا وی سمجھ کر ان سے نکل جاؤ گے تو اس دیش کا قانون تم پہ لاگو نہ ہو سکیگا۔ جس طرح ہندوستان کا قانون

ہندستان سے باہر چلے جانے والے پر لاگو نہیں ہوتا ہے۔ تب تم آزاد ہو جاؤ گے۔ یہاں پاپی سے پاپی۔ دُر آچاری سے دُر آچاری۔ ڈاکو سے ڈاکو کے لئے مغفرت کا سامان ہے مگر آن اُپاسک اور کرت گھن لوگوں کی مغفرت کبھی نہیں ہو سکتی ہے

پرم سنت کبیر صاحب کا کلام ہے

کامی ترے۔ کرودھی ترے۔ پاپی ترے اننت
آن اُپاسک۔ کرت گھن۔ ترے نہ نام رٹنت

کبیر صاحب فرماتے ہیں۔ پاپی۔ کامی۔ کرودھی۔ سب لوگ تر سکتے ہیں۔ مگر کسی غیر کی پوجا کرنے والے (آن اُپاسک) تر نہیں سکتے کیونکہ جس کو انسان اپنے انتر میں مان کر پوجتا رہتا ہے۔ وہ اس کا اپنا ہی من ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جو ناشکرے لوگ ہیں۔ وہ بھی نہیں تر سکتے۔ خواہ جتنا بھی نام وہ جپتے رہیں۔ تم جب تک یہہ سمجھتے ہو۔ کہ تمہارا گرو فقیر چند ہے۔ وہ تمہارا بیڑا پار کر دیگا۔ یہہ تمہاری بھول اور غلطی ہے۔ تب تک تمہارا ترنا ناممکنات سے ہے تم سوچ دیکھو۔ گورد کو پورا جان کر۔ بھگتی کرنے سے من کا اگیان دور ہوتا ہے۔ میرے ملنے والو! میں سچائی کا انکشاف اپنی آتما نرمل شدھ اور صاف رکھنے کے لئے کر رہا ہوں۔ تاکہ میری آتما پر کوئی دھوکا بازی کا یا چار سو بیس یا ہیرا پھیری کا جرم عائد نہ ہو سکے۔ میں نے یہہ ست سنگ کا سلسلہ یا مکڑی کا جالا

اس لئے بنا ہے کیونکہ آپ لوگ آزاد ہو جائیں۔ نہ کہ تم لوگوں کو پھنسانے کے لئے۔ میں کوئی ماہی گیر تو نہیں ہوں۔ جو آپ لوگوں کو اپنے جال میں پھنسا رکھوں۔ میں نربندھ پُرش۔ سیت راگ پُرش اور پرم سنت ہوں۔ یہہ اوستھا مجھے کس نے دلائی ہے۔ داتا دیال کی دیا اور آپ لوگوں کے ذاتی انبھو نے مجھے نربندھ کیا ہے۔ میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سنت گورو تمہارا کلیان کریں۔

ساکھی

بانا پہن فقیر کا۔ تج دے باد۔ بواد
پکش پات میں جو پڑا۔ بھرشٹ انت اور آد
او بھرشٹ اتنا بُرا۔ ناہیں ہوئے فقیر
انت بھرشٹ ہے اتی ادھم۔ سو نہیں شیر نہ نیر
کرمی کرم کے جال میں۔ بھرم مسر اسنساد
گیانی گیان میں اُلجھ کر۔ مول گنوایا سار
بھگت بھگتی جانے نہیں۔ اُرجھا تجھو کے پھند
تینوں مل تجھو میں پھنسے۔ وپایا دکھ شکھ دُند
سنت چت آنند روپ کی۔ نہیں آئی پہچان
بھٹک بھٹک بھٹکے سکل شیش محل جیوں سوان

آ میرے ست سنگ میں۔ سُن کچھ میری بات
شُرد ن مَنن سے کام لے۔ گُہہ پر مار تھ ہات
ست شُر یہ چیت من ہی ہے۔ آنند سُرت کا روپ
تین اوستھا تین کی۔ اَدبھت۔ اگم۔ انوپ
دیہہ کرم سے ہوت ہے۔ من سے گیان وچار
سُرت آنند کا سار ہے۔ لکھ ہو مجھو سے یار
وید دھرم ہے کرم کا۔ گیان دھرم ویدانت
آنند دھرم ہے سرت کا سمجھ ہردے ہو شانت
پرتھم کرم کی ساکھ ہے۔ دوجے گیان کی ساکھ
تیجے آنند روپ ہے۔ چیت اُپدیش میں راکھ
کرم استھول ہے ساھوا۔ گیان سُوکشم بیوہار
آنند کارن ماتر ہے۔ یہہ سدّھانت وچار
نیچے سب کرمی رہیں۔ گیانی ادھر سمائیں
آنند جن کو مل گیا سو مجھو دُکھ نہیں آئیں
ترگن جگت کی یہہ دشا۔ تین تین کا بھید
ست چت آنند پرکھ لے۔ میٹ بھرم کا کھید
کرم بنے اگیان سے گیان سے بنے وچار
آنند بنے سو سُرت سے۔ گورومت سار سدھار

گیان بیج کی کڑی ہے۔ وہ نہیں انشٹ فقیر
سمجھ سمجھ من آپنے۔ جیت کر دھیر گمبھیر
تر پٹی کی گم کرم میں۔ سو انیک کا روپ
اندھیکار اگیان سوئی۔ ڈالے مجھو کے کوپ
گیان دویت کا پکش ہے۔ اور نہیں کوئی دویت
من ہی میں دبدھا لیسے۔ نہیں وہ پدا دویت
شرت نرت میں ایکتا۔ ایک بھاؤ آنند
شرت سشبد کے یوگ سے۔ کٹے موہ کا پھند
وید مارگی ترپٹی پد۔ ویدانتی سوئی دویت
بھگت اُپاسک پریم رت۔ نہیں سوگم اُدویت
تینوں تینوں میں پھنسے۔ رہے بھرم کی کھان
تری گُن جگت کے جال میں۔ بھوگیں جونی ندان
گوگی بھوگی جنتر نر۔ آواگون نہ کاٹ
کبھی جنمے اور کبھی مرے۔ ساجا دُوند کا ٹھاٹ
نہیں یہہ اگن نہ سگن ہے۔ نراکار۔ ساکار
ان کے مارگ نہ چلے۔ ہو فقیر ہوشیار
نہیں سمادھ میں نکلتا۔ تا کا ہوا نقصان
سرشٹی۔ استھتی۔ پرلے ہیں۔۔ آواگون پھنسان

مکتی اُدّیم گورو کی۔ سمجھ سمجھ چت دھار
ست سنگت کر سادھ کی۔ جہاں میں جا تجھو پار
ست مت اُونچا بہت۔ سمجھ تو اُپجے چین
سنسکار لے گورو سے۔ سُن سُن بین کے سین
یہہ کرنی کا بھید ہے۔ تج مکھتی کی بان
کرنی کر رہنی رہے۔ سوئی سادھ سُو جان
تین اوستھا تیاگ کر۔ چوتھا پد چت لاؤ
وہی سنت مت سار ہے۔ وہی مکتی کا داؤ
سہس کنول دل باس کر گہہ ترکٹی او نکار
سُن سماد رچائے لے۔ گپھا سے ہو جا پار
ست پد آسن مار کر۔ الکھ اگم کی دوڑ
تب رادھا سوامی دھام میں چھوٹے من کی چوڑ
شبد یوگ کو سیکھ کر۔ کر کچھ دن ست سنگ
تیاگ جگت کے رنگ کو دھار گورو کا رنگ
گورو کے رنگ راتی رہے۔ گورو کے چرنوں پریت
گورو کو سرلبس جان کر۔ گاوے پریم کے گیت
ست سنگت میں آئے کر لس جا گورو کے پاس
گورو تجھ کو اپنا کریں۔ دھار گورو کی آس

گورو نے روپ دھرا مانش کا۔ سارا بھید بتلایا
رادھا سوامی کی بلہاری۔ جب رام مثاست پایا

(پہلے دن کا بیساکھی ست سنگ صبح کا ختم ہوا)

پہلے دن کا بیساکھی کا ست سنگ
شام کے وقت ۱۴۔ اپریل بدھوار

"بیساکھ بھید سر پر آیا۔ سا کو گو جیو ہوا پورا پایا"

میں اکثر سوچا کرتا ہوں اور اپنی آتما سے پوچھا کرتا ہوں کہ فقیر تو نے یہ گدڑی کا جالا کیوں تنا ہے۔ میں نے اپنی ساری زندگی تلاش حق میں گزار دی ہے۔ داتا دیال کی ذاتِ پاک سے میرے سارے بھرم چلے گئے ہیں۔ اور حقیقت کا بھید مل گیا ہے۔ وہ یہ کہ مالک کل جس کی میں عمر بھر تلاش کرتا تھا۔ وہ سب سے اونچا ہے۔ وہ انامی ہے۔ اگم ہے اور الکھ ہے۔ اس مادی رچنا میں وہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس رچنا سے بہت اوپر ہے۔ اس طبقہ عظیم سے اکثر دھاریں نکلا کرتی ہیں اور وہی دھاریں

رچنا کا اصلی سبب اور بنا ہوتی ہیں۔ اور انھیں دھاروں سے یہہ رچنا ہوا کرتی ہے۔ اس سنسار کی رچنا دھاروں کے شکل میں ہوتی رہتی ہے۔

تم اپنے جسم کو ہی دیکھو۔ گوشت میں ریشے ہیں۔ خون دھاروں کی شکل میں سارے جسم میں بہتا رہتا ہے۔ من کے اندر سے خیالات دھاروں کی شکل میں رواں رہتے ہیں۔ آتما پرکاش سروپ ہے۔ اس کی کرنیں سارے جسم میں چوٹی سے لے کر ایڑی تک ہر جگہ پھیلی رہتی ہیں۔ اسی طرح بھور۔ بھُووہ۔ سُووہ۔ مہہ۔ جینہہ۔ تپہ۔ ستیم وغیرہ لوگوں کا بھی حال ہے۔ یہہ ثبوت ہے کہ تمام قسم کی دھاروں کا کوئی نہ کوئی مرکز ضرور ہے۔ وہ آدھار ہے۔ اور وہی آدھار مالک کل ہے۔ وہ یہاں پر نہیں ہے۔ وہ کہیں اوپر سے اوپر موجود ہے۔ اس کی کرنیں آکر کام کرتی ہیں۔

اگر کوئی شخص اس سے ملنا چاہتا ہے۔ تو پہلے اُسے یہہ سمجھنا پڑیگا کہ یہہ ساری رچنا کیسے بنتی اور بگڑتی رہتی ہے۔ یعنی ناشمان ہوتی ہے۔ وہ ہمیشہ قائم رہ نہیں سکتا۔ لیکن ہم سب لوگوں نے اس سنسار کو ستیہ مانا ہوا ہے۔ جب تک تم اس رچنا کو ست مانوگے۔ یہہ ناممکن ہے کہ کوئی شخص اس سچے مالک کُل ذاتِ خدا سے وصال پا سکے۔ سوامی جی مہاراج کا کلام ہے۔

"تم نے جگت کو ست کر پکڑا   کیسے پاؤ نام نشان"

اس لئے اس منزل تک جہاں سے ہم آئے ہوئے ہیں۔ وہاں تک جانے کے لئے لازمی ہے کہ انسان میں ویراگ ہو۔ بغیر ویراگ کے کوئی شخص بھی اپنی

ساتھ قائم نہیں رکھ سکتا ہے۔ ویراگ کی کئی حالتیں ہوتی ہیں۔ استھول پرکرتی کو ناشمان سمجھنا۔ سوکشم پرکرتی کو ناشمان سمجھنا اور کارن پرکرتی کو ناشمان سمجھنا ہی سچا اور اصلی ویراگ ہے۔ ست سنگ کسی بیت راگ پُرش کا ہی کرنا چاہئے جو اپنے انتر میں جسمانی احساسات، مانسک احساسات اور آتمک احساسات اور اُن کے تعلقات سے علیحدہ رہتا ہو۔ بغیر سچے ویراگ کے کوئی شخص بھی لاکھ جتن کرے۔ وہ اپنی (آزاد) آد اوستھا کو حاصل نہیں کر سکتا ہے اس لئے اصلی اور سچا نام عام پبلک کی چیز نہیں ہے۔ گورو کا کلام ہے

"نام رہے جو تھے پد ماہیں تو ڈھونڈھے ترلوکی ماہیں"

میں نے بہت ثابت کیا ہے کہ وہ مالک کُل یہاں نہیں رہتا ہے البتہ اس کی کرن ہر انسان میں موجود رہتی ہے۔ کوئی اُس خدا کو مندر اور مسجد و گرجا میں سمجھتا ہے۔ اگر وہ وہاں ہوتا تو سومناتھ کا مندر کیوں برباد ہوتا۔ اگر خدا مسجد میں ہوتا۔ تو کشمیر میں نماز پڑھتے وقت بمباری کیوں ہوتی۔ اگر خدا گرجا میں ہوتا تو امبالہ کا گرجا گھر کیوں برباد کیا جاتا۔ اس اگیان تا۔ جہالت اور غلط فہمی کا نتیجہ بھارت ورش خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ اسی جہالت کی وجہ سے انسانی نسل مختلف مذاہب، مختلف پنتھ اور مختلف اداروں میں بٹ چکی ہے۔ چونکہ میرے ذمہ جگت کلیان کی ڈیوٹی ہے۔ میں نے انسان بنو کی آواز اٹھائی ہے۔ کہ اے انسان جس خدا کی تلاش تو مندر، مسجد، گرجا گھر، گوردواروں اور مذہبی کتابوں میں کرتا رہتا ہے۔ وہ خدا وہاں نہیں رہتا ہے۔ بلکہ

اُس خدا کے رہنے کی جگہ کہیں اور ہے۔ سوامی جی مہاراج فرماتے ہیں۔

"کال نے اپنی پوجا آپ کرائی کال نے رکشک کلا دکھائی"

جو لوگ مالکِ کل سے ملنا چاہیں۔ وہ تین گن سے پرے چلے جائیں۔ یعنی جسم، من اور آتما سے اونچے چلے جائیں۔ گورو بانی کہتی ہے۔

"تین گن سے پارا وہ ہے دیش ہمارا"

جب تک کوئی شخص تین گن سے پرے نہ جائے گا۔ وہ اپنے اصلی گھر کا پتہ نہ پائے گا۔ اور نہ اُس کی ساکھ کبھی قائم رہ سکے گی زبانی جمع خرچ کرنا۔ باد نواد کرنا۔ شاستر ارتھ کرنا اور بات ہے۔ آدمی جتنا چاہے یہہ کرتے رہے۔ اس کرم سے عملی جیون کبھی حاصل نہ ہو سکیگا زندگی کے سدھارنے کے لئے عمل کی زندگی ضروری ہے۔ باتوں کی زندگی سے پیٹ نہیں بھرتا ہے۔

اگر کسی کو خدا کی پوجا اور عبادت کرنی ہے تو وہ اصلی عبادت یہہ ہے کہ انسان، انسان کی خدمت کرے۔ کسی کا دل نہ دکھاوے۔ اہنسا پرمو دھرم" ہے"

مگر ایک انسان سب کی خدمت نہیں کرسکتا ہے۔ تو پھر وہ کیا کرے۔ جن کو قدرت نے تمہارے ساتھ لگایا ہوا ہے۔ تمہارے ماں، باپ، بھائی بند، رشتہ دار، بیوی بچے، عزیز واقارب، اڑوسی، پڑوسی وغیرہ ان کی سچے دل سے نشکام سیوا ہونی چاہئے۔ اگر تم خدا سے ملنا چاہتے ہو تو سنت مت کے احکام کے مطابق نام کی ڈوری پکڑ لو اور اپنے گھٹ میں

چلے جاؤ۔ یہہ میرا ذاتی انبھو ہے۔ اس سے تم حقیقت کا علم پالوگے۔

سناتن دھرم کا پرانا یام منتر بھی یہی بات سدھ کرتا ہے کہ بھور، بھوَوہ، سُووہ، مہہ، جنہ، تپہ، اور ستیم کے آگے جو ساوتری یعنے پرکاش ہے۔ اس کے درشن کیا کرو۔ قرآن شریف کا حضرت محمد صاحب کہتے ہیں۔ کہ خدا ساتویں آسمان پر رہتا ہے۔ اگر کوئی رادھا سوامی والا ست سنگ میں آئے۔ تو یہہ سن لے کہ سوامی جی مہاراج نے سرت سواد میں سار بچن نظم میں صاف صاف لکھ دیا ہے۔ سُنو سرت میں بھید بتاؤں۔ میں اگم، انام، امایا ہوں۔ میں نہ اندر پوری۔ نہ کرشن پوری۔ نہ سرگ نہ نرک اور نہ کسی جگہ میں رہتا ہوں۔ سوامی جی نے یہہ نہیں کہا۔ بلکہ میں کہتا ہوں۔ سوامی جی نے یہہ کہا ہے۔

ہنس شبد سوامی یوں بولے۔ وہ ہنس شبد انبھو ہے۔ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ فقیر چند نہیں ہے۔ بلکہ یہہ میرا اپنا انبھو ہے۔ چونکہ میرا اور سب کا انبھو ایک ہی ہے۔ اس لئے میں غلطی پر نہیں ہوں۔

اس تجربہ کی بناء پر میں نے آواز دی ہے کہ اے انسان وہ سچا مالک کل یہاں نہیں ہے۔ تو بھرم اور اگیان تا میں پھنس کر اس کو مندروں، مسجدوں، گرجاؤں، گوردواروں اور کتابوں میں تلاش کر رہا ہے یا کسی شریر دھاری انسان کو خدا مان کر پوج رہا ہے۔ وہ اگر ہے تو ان روپ میں ہر ایک انسان کی سرت میں ہے۔ مجھے اس صاف بیانی سے ڈر تھا۔ کہ رادھا سوامی مت والے مجھے گمراہ نہ کہیں۔ مگر وہ خود بھی گمراہ

ہیں کہ تم کو تمہارے نج گھر، اگم، اناما، امابا کا پتہ نہیں دیتے ہیں۔ بلکہ کسی آدمی۔ کسی ڈیرے یا کسی گورو کے شریہ سے باندھ دیتے ہیں۔ اور ایسا، ایسا غلط پرو پگنڈہ کرتے رہتے ہیں۔ جن سے تم لوگ ان ڈیرے دھاموں میں بری طرح پھنس پھنسا کر اپنی دولت کو لٹاتے رہتے ہو اور ان کی سیوا بندگی کرتے رہتے رہو۔ ان لوگوں کو غلط وشواس دلایا جاتا ہے۔ کہ ان کرموں کے کرتے رہنے سے تم اپنے نج گھر کو آسانی سے پہونچ جاؤ گے تم کس غلط خبط میں مبتلا ہو۔ یہہ ڈیرہ دھام وغیرہ کی سیوا صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو وہاں پر رہتے ہیں۔ ان لوگوں کو کام میں لگا رکھنے کے خیال سے یہہ سیوا بتلاتی گئی ہے۔ اور ہونی بھی چاہئے۔ معتقدیوں کے لئے یہہ سیوا لازمی اور ضروری بھی ہے۔ مگر تم اُسی کام سے منزل مقصود تک نہیں پہونچ سکتے ہو۔

چونکہ میرے ذمہ جگت کلیان کی ڈیوٹی ہے۔ میں نے اس بھید کو کھول دیا ہے۔ کوئی سُنے یا نہ سُنے مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے۔ یہاں پر سارے جہان پُرش آئے۔ اور اپنی اپنی آواز دے گئے۔ مگر سنتا کوئی بھی نہیں ہے۔ میرے ذمہ چونکہ ڈیوٹی نئی تعلیم کو بدل جانے کی رو میں نے بدل دی ہے۔ وہ کوئی نئی تعلیم نہیں ہے۔ بلکہ وہ وہی پرانی شراب ہے جو نئی بوتلوں میں پیش کی جاتی ہے۔ اور موجودہ وقت کے لحاظ سے اس کی ضرورت بھی ہے۔ چونکہ میں سنت ست گورو وقت ہوں۔ اس لئے اس پوشیدہ بھید کو اور راز کو کھول کر کہہ رہا ہوں۔ جو کبیر صاحب نے

دھرم داس کو اس راز کے نہ کھولنے کی ہدایت کر گئے ہیں۔

"دھرم داس تو ہی لاکھ دوہائی   سار بھید باہر نہیں جائی"

"سنت متا کا کوئی بھید نہ جانے   وہ تو ہی کہوں الگ میں"

اب الگ کا وقت نہیں رہا ہے۔ اور نہ آجکل پردہ رکھنے کی ضرورت باقی ہی ہے اب وہ وقت بدل گیا ہے۔ اور گورو کا چولا بھی بدلا ہوا ہے۔ لوگ اگیان سے میری مخالفت کرتے ہیں اُن کی جہالت کو دور کرنے کے لئے میں نے مکڑی کا جالا تنا ہے۔ اس لئے کہتا ہوں تاکہ آپ لوگ نیک نیتی، ایمانداری، سچائی اور انسانیت سے زندگی گذاریں کیونکہ جس سے تمہارا لوک پرلوک دونوں ہی سہولت کے ساتھ ٹھیک ہو جائے۔ پرم سنت کبیر صاحب کہتے ہیں

شبد

اب میں تجھو لارے بھائی۔ میرے ست گورو جگت لکھائی ڈیک،
کریا کرم اچار میں چھوڑا۔ چھوڑا تیرتھ کا نہانا
سگری دُنیا بھئی سیانی۔ میں ہی ایک بَورانا
نا میں جانوں سیوبندگی۔ نا میں گھنٹہ بجائی
نا میں مُورت دھری سنگھاسن۔ نا میں پُشپ چڑھائی
جو یہہ مُورت مکھ سے بولے۔ کر اشنان نہوائی
پانچ ٹکا ہوں دیت ٹھٹھرے۔ ایک ہی ہوں نے آئی

نہ ہری ریجھے جپ تپ کینے۔ ناکایا کے جارے
نہ ہری ریجھے دھوتی چھانڈے تاپانچوں کے مارے
دیا راکھ دھرم کو پالے۔ جگ سے رہے اُداسی
اپنا سا جیو سب کو جانے۔ تاہی ملے اوناشی
سہے کو شبد واد کو تیاگے۔ چھانڈے گرب گمانا
ست نام تاہی کو ملئے۔ کہیں کبیر سوجانا

اس شبد میں کبیر صاحب نے صاف طور پر کہا ہے کہ جب تک تم اپنے دھرم کو نہ پالو گے۔ نام کی پراپتی کبھی نہ ہوگی۔ ہم سب لوگوں نے نام لیا ہے۔ چیلے بنے ہیں۔ اور سر منڈوایا ہے۔ کیوں لوک پرلوک سدھارنے کو لئے جب تک لوک نہ سدھریگا۔ پرلوک کیسے سدھر سکتا ہے۔ اس لئے کبیر صاحب کہتے ہیں۔ کہ تم لوگ اپنا اپنا فرض نشکام ہوکر انجام دیا کرو۔ تاکہ تم لوک پرلوک کو سدھار سکو۔ تم کہو گے سادھو سنت لوگ سنسار کا تیاگ بتلاتے ہیں۔ مگر پرم سنت کبیر صاحب کیا کہتے ہیں تم اس شبد کو بغور پڑھ لو۔ انسانی نسل کی خدمت کرنا ہی ہر انسان کا فرض اولین ہے۔ گو تیاگ گیان کی درشٹی سے مفید ہوگا۔ مگر اصلی بھید یا راز کو نہ سمجھنے سے انسانی زندگیاں برباد ہو رہی ہیں۔ انسان کی اسی ادھوری سمجھ نے اس کو کہیں کا بھی نہیں رکھا ہے۔ کل ایک آدمی شکایت لیکر میرے پاس آیا۔ کہ اس کی عورت اپنے چاچا

کی اور میری پرواہ نہیں کرتی ہے۔ وہ ہر جگہ ست سنگوں میں ماری ماری پھرتی رہتی ہے۔ میں پوچھتا ہوں اس عورت سے تو یوں کہتی ہے کہ کیا میں اپنا جنم برباد کر دوں۔ میں شوہر کو بچوں کو بیکر کیا کروں گی یہہ میرے ساتھ نہ جائیں گے۔ وہ آدمی بیلک بیلک کر رو رہا تھا۔ ایسے جذبات والی عورتوں کو اور مردوں کو میرا ست سنگ ضرور سننا چاہئیے۔ تاکہ ان کا جنم برباد نہ چلا جائے۔ اسی لئے میں نے تعلیم کو بدلا ہے۔ یہہ کوئی نئی بات نہیں ہے صرف پرانی شراب کو نئی بوتلوں میں پیش کیا جا رہا ہے۔ تاکہ تمہارا اصلی سدھار ہو سکے۔

رائے سالگرام صاحب بہادر کہتے تھے۔ سو برس کی عبادت سے ڈھائی (۲½) گھڑی کا ست سنگ بہتر ہوتا ہے۔ کیوں اس لئے کہ ایک انسان اپنی ساری عمر کے کھونے کے کچھ دن بعد کسی نتیجہ پر پہونچتا ہے۔ مگر اسی نتیجہ کو جب کوئی دوسرا شخص محرم راز بتلائے گا۔ تو اس کو زیادہ محنت کرنیکی ضرورت نہ پڑے گی۔ مگر مفت کی چیزوں کی انسان پرواہ نہیں کرتا۔ اور نہ اس کی قدر کرتا ہے۔

میں سمجھتا ہوں یہہ دنیا ناشمان ہے۔ مگر ہم کو اپنا اپنا کرتب پالن کرنا چاہئیے۔ تم اصلی ویراگ کو اپنے انتر میں رکھتے ہوئے سنسار میں پھنسے نہ رہو۔ تب ابھیاس کرنیکا فائدہ ہوگا۔

سنسار کو ست مان کر جو کام کیا جاتا ہے اس کے سنسکار چت آکاش پر ضرور پڑے رہتے ہیں۔ مجھے دیکھو! یہہ مانڈ تہ مندرا اور یہہ ست سنگی لوگ

کبھی سپن میں نہیں آتے ہیں نہ یہاں کا کوئی خیال ہی آتا ہے۔ مگر سپنے میں اب بھی تار اور ریل گاڑی آجاتے ہیں۔ کیونکہ میں نے غریبی کی وجہ سے روزی کمانے کے خیال سے بڑی دلچسپی کے ساتھ ملازمت ریلوے کی کی ہے چونکہ وہ میرا کام نشکام نہیں تھا۔ ذاتی غرض رکھ کر کیا ہوا تھا۔ اس لئے اب تک بھی خواب میں تار اور ریل گاڑی میرا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ کیا خبر انت سمے میں بےہوشی آجائے۔ یا یہی سپن جاگ اٹھیں۔ اس وقت کیا ہوگا۔ میں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ مجھے ابھی تک بھی اس کا پورا پورا یقین نہیں ہے کہ میرا کیا انجام ہوگا۔ حضور کی بانی ہے :-

" سنت تب تک بچھے کریں جب تک ہنجر ساتھ "

میں بے حوصلہ ہوگیا تھا۔ اپنے خواب کی حالت کو دیکھ کر مگر کبیر صاحب کے اس شبد نے مجھے حوصلہ دلایا ہے۔ کبیر صاحب بھی میری طرح ایسا ہی احساس رکھتے تھے۔ میں اپنے گھر جانے کی کیا تدبیر بتاؤں۔ ہم کب سے پرائے ہوئے ہیں یا ہماری ساکھ کب سے ٹوٹی ہوئی ہے۔ ہم شبد اور پرکاش کے راستہ سے ہوتے ہوئے اس سنسار میں آئے ہیں۔ اور یہی راستہ شبد اور پرکاش کا گھر واپس جانے کا بھی ہوسکتا ہے۔

ہر شئے کی ابتدا شبد اور پرکاش سے ہوتی ہے اور یہہ بات شاستر اور سائینس والے بھی مانتے ہیں۔ جسم میں ذرات ہیں تب ہی تو جسم زندہ ہے۔ ورنہ اُسے مُردہ سمجھو۔ یہہ ثبوت ہے کہ ہم پرکاش اور شبد سروپ ہیں۔ عقل مانتی ہے کہ جس طاقت نے اپنے جز یعنے سُرت کو اپنے

نج بھنڈار سے نیچے بھیجا ہے ۔ وہ شبد اور پرکاش ہی ہے ۔ اگر ہم شبد اور پرکاش کے راستہ میں چلے جائیں ۔ تو ہم اصلی بھنڈار میں آسانی کے ساتھ پہونچ سکتے ہیں ۔ کیا خبر وہ طاقت پھر کسی وقت ہم کو یہاں پر بھیج دے یہہ سوال سار بچن نظم میں سُرت نے سوامی جی مہاراج سے کیا تھا کہ کیا خبر آپ ہمکو اس جسمانی مادی زندگی میں پھر سے واپس کر دیں ۔ اس کے جواب میں سوامی جی مہاراج نے یوں فرمایا ہے ۔ ایک بار یہہ موج ضرور ہو گی ۔

سوامی جی مہاراج کا کیا بھاؤ ہے ۔ میں نہیں جانتا مگر میرا ذاتی انجھو ہے کہ جب تک ہماری جسمانی زندگی ۔ مانسک اور آتمک زندگی ایک دفعہ ختم ہو کر ہستی ست یا تتو روپ ہو جاتی ہے ۔ تو پھر اس کے واپس آنے کا سوال ہی نہیں ہو سکتا ہے ۔ کیونکہ وہ اپنی جزوی ہستی کو کھو کر ابھید ہو جاتی ہے ۔ جب اپنی ہستی ہی مٹ گئی ۔ اس لئے میرا انجھو ہے کہ زندگی کیا ہے ۔ لب کھلے اور بند ہوئے ۔ تموج ہوا ۔ حرکت سے شبد پیدا ہوا ۔ شبد میں انز جی سُرت روپ تھی ۔ جب وہ ختم ہو گئی تو آنا جانا بند ہو گیا ۔ سنسار جیسا ہے ویسا ہی ہے

افسوس مجھے خیالات کے ظاہر کرنے کے لئے الفاظ نہیں ملتے ہیں یہہ سنسار سمندر کے بلبلہ کی طرح بنتا بگڑتا رہتا ہے ۔ جب تک انجھو یا گیان نہیں ہے تب تک ہماری فردیت احساس کرتی رہتی ہے ۔ جب احساس ختم ہو جاتا ہے تو پھر خاموشی آ جاتی ہے ۔ یہی بات سوامی جی مہاراج نے اپنے کلام میں کہا ہے ۔

"سن ری سُرت تو مجھ سے اپنا بھید   تو مجھ میں تھی سدا ابھید"

مجھے ابھی پورا، پورا یقین نہیں ہوا ہے کہ میں ابھید ہو جاؤنگا ۔ یا نہیں۔
میں کوشش تو کرتا رہتا ہوں کہ اپنے آپ کو اس انام اکال اور دیال کی اوتھا
میں لئے کر دوں ۔ مگر چونکہ میں نے پرن کیا تھا ۔ کہ اپنا انبھو کہہ جاونگا ۔ اس لئے
موج کے آدھین میرا سارا کام ہو رہا ہے ۔ اب یہہ سارا کام موج کے
ہاتھ میں ہے ۔ اپنے بس میں کچھ نہیں ہے ۔ کیا خبر انت میں میرا دماغ فیل
ہو جائے ۔ کیا بنے ۔ اور کیا نہ بنے ۔ اس لئے میرا مارگ دنیا میں رہتے
ہوئے انام 'اکال' اگادھ پرش کی آس ۔ سہارا اور وشواس رکھتا ہوا کام
کرتا رہتا ہوں ۔ ممکن ہے آپ لوگوں کو میری انبھوی بات کا یقین آجائے
مجھے تو رگڑے کھا کھا کر ہی آنا پڑا ہے ۔ میں دوڑا ۔ بھاگا ۔ یہہ کر وہ کر ۔
آخر میں یہاں آکر ٹھہرا ہوا ہوں ۔ اپنے بس کی کوئی بات نہیں ہے ۔

جب تم لوگ بھی رگڑے کھا لوگے تو تب آپ بھی میری طرح ہو جاؤ گے

جب میں اکیلا ہوتا ہوں تو اس وقت اپنے آپ کو اس کے سپرد کرتا رہتا ہوں
یہہ بات سارے آدمیوں میں بیٹھ کر نہیں ہو سکتی ہے ۔ بلکہ نا ممکن بھی ہے ۔ تم
یقین کر لو کہ وہ مالک کُل تمہارا ہے ۔ وہ دیال ہے ۔ جو بندے سچے دل سے
اُسے یاد کرتا ہے ۔ وہ بھی یاد کرتا ہے ۔ اور دیا کرتا ہے ۔ یہہ سارے کھیل تمہارے
ہی اپنے وشواس ۔ شردھا اور بھاؤ سے ہوا کرتے ہیں ۔

نارائن داس گوپی گنج میں مرا اس کو کھاٹ سے نیچے اتار دیا گیا ۔
وہ مالک کُل کو یا گورو کو فوٹو کے عکس سے لیکر پریم کیا کرتا تھا ۔ جب وہ
نیچے اتارا گیا ۔ چونکہ وہ مجھے گورو مانتا تھا ۔ میرے سروپ کا فوٹو سے عکس

لیا کرتا تھا۔ میری فوٹو اس کے چارپائی کے ساتھ دیوار سے لگی ہوئی تھی وہ
زور زور سے ملنے لگی۔ اس نارائن داس کی ماں اس وقت ست سنگ
میں موجود ہے۔ تم لوگ اس سے پوچھ سکتے ہو۔ وہ فوٹو کیوں ہلتی تھی۔
کیونکہ نارائن داس کا خیال پریم اس فوٹو کے ساتھ وابستہ تھا۔ اس لئے
میں کہوں گا کہ اے انسان اُس مالکِ کُل کو تو کسی جگہ میں نہ سمجھ۔ جیسا
خیال ویسا حال۔ مالکِ کُل کو اوّل تو اپنے سے جُدا نہیں سمجھنا چاہئے
یہہ اوستھا بہت اونچی ہے۔ مگر پریمی جن لوگ اس کو اپرم پار۔ پورن برہم
بُخ سروپ اور سب سے اونچا ماننے تاکہ تمہارا پریم تم کو وہاں تک لے جا سکے
تم لوگ سوچو خیال میں کتنی زبردست طاقت ہوتی ہے۔ اگر خیال کرنے سے
فوٹو ہل سکتی ہے۔ تو انسان کا پریم اس بھنڈار کو جو شبد اور پرکاش کا بھنڈار
ہے۔ اُس میں بھی اثر پیدا کر سکتا ہے۔ اور ہل جل مچا سکتا ہے۔ وہاں سے جو
ردّعمل ہوگا۔ وہ تمہارا سہایک ہو سکتا ہے۔ سائنس بھی یہی بات ثابت کرتی
ہے کہ ہمارے ہاتھ کی حرکت کا اثر اُوپر آسمان کے ستاروں تک پہونچتا ہے
اور وہاں سے اس کا اثر واپس بھی آ سکتا ہے۔ یہہ نیوٹن کی تھیوری ہے۔ یہہ
ایسا ثبوت ہے جس کو کوئی شخص بھی ردّ نہیں کر سکتا ہے۔ اس لئے تم سچا پریم
اس مالکِ کُل سے رکھو۔ میرا انبھو یہی کہتا ہے مجھے چھوٹی عمر سے اس مالکِ
کُل سے ملنے کی تمنا تھی۔ اے مالکِ کُل! تو مجھے انسان سروپ میں مل گیا
وہ مل گیا اور میری زندگی کے سارے معمہ آسانی سے حل ہو چکے ہیں۔
دوستو! تم اس بوڑھے فقیر کو مت یاد کرو۔ میں اَوروں کے

متعلق اب کچھ نہیں کہتا۔ میرا یہہ فرض ہے کہ میں آپ لوگوں کو کبھی گمراہ نہ کروں
بلکہ حقیقت کا سچا راستہ دکھلاؤں۔ تاکہ آپ لوگ آسانی کے ساتھ اپنے
نج گھر جاسکیں۔ بھائیو! آپ نے اپنا بہت سارا وقت فضول ضایع کردیا ہے
اب ست سنگ میں آئے ہو۔ جو لوگ مجھے گورو مانتے ہیں۔ میں اُن کو سچا گیان
اور سچا راستہ دکھلا رہا ہوں۔ گورو نام ہے گیان کا تم داتا دیال کا شبد
سنو اور ذرا توجہ دیکر سنو۔

شبد

گورُو روپ نہ سمجھے کوئے۔ بھرم پڑے اگیانی (ٹیک)

گورُو کو مانش جان کر۔ بھگتی کا کریں بیوہار
سو پرانی اتی موڑھ ہیں۔ کیسے جائیں بھو پار
دیہہ کے بنے ابھمانی

گورو کو مانش جان کر۔ مانش کریں وچار
سو نر موڑھ گنوار ہیں۔ بھول رہے سنسار
موہ کے پھانس پھنسانی

گورو کو مانش جان کر نیت پرشادی لے
سو تو پشو سمان ہیں۔ سنشے میں اٹکے
گورو تتو نہ جانی

گوُروکو مانش جان کر۔ بھیڑ کی چلتے چال
وہ بندھن کو کیوں تجیں۔ دیا پے ایا کال
پڑے یونی کی کھانی

گورو نام آدرش کا۔ گورو ہے من کا اشٹ
اشٹ آدرش کو نہ لکھے۔ سمجھا اُسے کنشٹ
بات توُجھے من مانی

گورو سماؤ گھٹ میں رہے۔ اگھٹ سو گھٹ کی کہانی
جسے سمجھ ایسی نہیں۔ وہ ہے مورڈھ جہان
نہیں گوُرو روپ پچھانی

چیلا تو چِت میں رہے۔ گورو چِت کے آکاس
اپنے میں دونوں لکھے۔ وہی گوُرو کا داس
رہے گورو پد گھٹ ٹھانی

مُورت شیشہ گورو شبد ہے۔ شبد گورو کا روپ
شبد گورو کی پرکھ بن۔ ڈوبے بھرم کے کوپ
نر جنم گنوانی

گورومت گورو گم جو لکھے۔ پھر نہیں بھوجے بھار
ذات میں اپنے مگن رہے۔ نہیں دیا پے ستار
کمل جیسی گتی آنی

راوھا سوامی ست گورو کہی بات سمجھائے
جو نہیں مانے بچن کو اُرجھ اُرجھ اُرجھائے
کون سمجھے یہہ بانی

میں نے اپنی ڈیوٹی پوری کر دی ہے۔ اگر نہیں کرتا تو میں مجرم ہوتا۔ اب آپ لوگ اپنا اپنا فرض پورا کریں۔ گورو روپ کو نہ سمجھنے میں۔ میں نے خود بھی غلطی کھائی ہے۔ میرا سارا پریم داتا دیال کے باہری جسم کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ میں اس ذاتِ پاک کا از حد مشکور ہوں۔ کہ انہوں نے میرا اگیان مٹنے کے لئے مجھے گورو مہاکی تعلیم دی تھی مگر میرے نہ سمجھنے پر انہوں نے مجھے گورو پدوی دیکر میرا اگیان دور کیا ہے۔ اس وقت میں اپنے اگیان سے گورو پشو بنا ہوا تھا ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ میں نے دو بنڈل کھجور کے بغداد بصرہ سے لایا تھا۔ اس وقت میں گورو پشو بنا ہوا تھا۔ داتا کی گود میں بیٹھ کر بڑے پریم سے دونوں بنڈل جو تقریباً ایک پاؤ کھجور کے تھے۔ اُن کو کھلا دیا۔ وہ پریم سے کھاتے رہے۔ مگر رات کو ان کو دست لگ گئے۔ صبح اٹھا۔ دیکھا ہر جگہ جو کا دیا ہوا تھا میرے پوچھنے پر وہ فرمانے لگے۔ فقیر آیا مجھے امرت کھلا دیا۔ جس سے میرے انتر کا سارا میل اور فاسد مادہ نکل گیا۔ یہہ میرا گورو پشو پنا تھا۔ مگر اُن کی دیا کا برتاؤ کیسا تھا۔ غور کرو۔ اے ذاتِ پاک مالکِ کُل تیرا بڑا احسان ہے تو نے اس مورکھ اگیان کو اپنی شرن بخشی اور بھرم کے پھندے سے نکالا۔ اپنے تئیں مجھے گورو بنا دیا۔ اور ان ست سنگیوں نے مجھے گورو کا روپ دکھلا دیا ہے۔ گورو انبھو ہے اور گورو گیان ہے۔ وہ اصلی ست گورو ترگنا تمک جگت

[illegible]

میں کتنوں کو گوروبنا کران کو اصلیت کا گیان دوں۔ اب تک میں نے دو یا تین استری پرشوں کو گورو بنا دیا ہے۔ تاکہ اُن کو اصلی گورو کا روپ سمجھ میں آ جائے۔ یہ سجن لوگ اپنی انتری چڑھائی کا سہرہ میرے سر کرتے تھے۔ میں نے اُن کا اگیان مٹانے کے لئے ایسا کیا ہے۔

اب درد دل سے اس اصلی اور سچے راز کو کھول رہا ہوں میں اب بہت اونچا بولتا ہوں۔ نچلی شرینی والوں سے کہونگا کہ اب تم لوگ اپنا آئنڈیل سب سے اونچا رکھو کبھی بھیڑ دھان چال مت چلو۔ کسی نے صفت کردی بس اسی کا ڈھنڈورا دینے لگ گئے نہ کچھ دیکھا اور نہ سچی بات سنی۔ مجھ سے کئی لوگ کہتے ہیں کہ نام دیدو۔ میں دوں۔ یہاں ادھیکاری نام کے کہاں ہیں۔ نام کے ادھیکاری ہیں۔ بانی کہتی ہے۔

وشیوں سے جو ہوئے اُداسا
پرمارتھ کی جا من آسا
دھن سنتاں پریت نہیں جا کے
کھوجت پھرے سادھ گورو جا کے

اے ست سنگیو! تم لوگ دور سے آئے ہو۔ نام ہے کیول انتری سار شبد کا اس کو تم لوگ پکڑ نہیں سکتے۔ اس لئے پہلے تم انسان بنو اور اپنے فرض کو پورا کرو۔ جیسا کہ ست کبیر صاحب نے کہا ہے۔ تم میں انسانیت آ جانے کے بعد پھر تم لوگ نام کی خواہش کرو۔ ہندو شاستر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بھی ایسا ہی کہتے ہیں کہ تم پہلے اپنے دھرم کو سنبھالو۔ تم دھرم کی رکشا کرو۔ اور دھرم بھی تمہاری رکشا کریگا۔

مجھے یاد ہے پرشوتم داس کے ایک بزرگ شادی شدہ تھے۔ کاشی وِدیا سیکھنے کے لیئے گئے۔ گورو سے یہہ کہا کہ میں کنوارا ہوں۔ کچھ برسوں کے بعد ان کی انگلی پر کوڑھ ہو گیا۔ گورو کو پتہ لگا۔ اس نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ تم شادی شدہ ہو۔ اس نے اقرار کیا۔ تب گورو نے ان کو واپس گھر بھیج دیا۔ جو شخص اپنے فرض کو پورا نہیں کرتا۔ اور کوتاہی کرکے اپنے من کی لگن کے برخلاف اس طرف آتا ہے۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہوسکتا ہے۔ آجکل کی تعلیم غلط ہے بے وقت کا تیاگ دُکھدائی ہوتا ہے۔

یہی بات بابا چرن سنگھ جی مہاراج کہتے ہیں ان کا ست سنگ عام طور پر اس شبد پر ہوتا ہے۔

"دل کا حجرہ صاف کر۔ یار کے آنے کے لئے"

مگر کتنے لوگ ہیں جو دل کے حجرہ کو صاف کرنے کے راز سے واقف ہیں اس میں بابا چرن سنگھ جی مہاراج کا کیا قصور ہے۔ وہ میری طرح ڈنڈے مار تو نہیں ہیں۔ یہہ ڈیوٹی میری ہے۔ حضور سانولے شاہ فرمایا کرتے تھے۔ کہ تم لوگ میری بات نہیں سنتے ہو کوئی ڈنڈا مارنے والا آجائے گا۔ تب سنوگے۔ وہ ڈنڈا مارنے والا میں ہی ہوں۔

پرمارتھ کے لئے صفائی دل کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے زیادہ آدمی ست سنگ میں آنے سے خوشی نہیں ملتی ہے۔ خوشی اپنا

میں ہے کہ صرف دس بارہ آدمی ست سنگ میں آویں۔ اور حقیقی راز کو سمجھکر شانتی حاصل کرلیں۔ اس غزل میں تلسی صاحب نے شیخ تقی کو فرمایا ہے۔

غزل

دل کا حجرہ صاف کر۔ جانان کے آنے کے لئے
دھیان غیروں سے ہٹا۔ اس کے بٹھانے کے لئے
چشم دل سے دیکھ یہاں۔ جو جو تماشے ہو رہے
دل ستان کیا کیا ہیں۔ تیرے دل ستانے کے لئے
ایک دل لاکھوں تمنا۔ اس پہ اور زیادہ ہوس
پھر ٹھکانہ ہے کہاں۔ اس کے بٹھانے کے لئے
نقلی مندر مسجدوں میں۔ جائے صد افسوس ہے
قدرتی مسجد کا ساکن۔ دکھ اٹھانے کے لئے
کیوں بھٹکتا پھر رہا ہے۔ تو تلاش یار میں
راستہ شہہ رگ میں ہے۔ دلبر پہ جانے کے لئے
مرشد کامل سے مل۔ صدق و صبوری سے تقی
جو تجھے دیگا فہم۔ شہ رگ کے پانے کے لئے
گوش باطن ہاں کشادہ۔ جو کرے کچھ دن عمل
الا الہ اللہ ہو اکبر۔ گھر پہ جانے کے لئے

یہہ صدا اتکلسی کی ہے۔ عامل عمل کر دھیان دے
کس قرآن میں ہے لکھا۔ ظلم و ستم ڈھانے کے لئے

فہم نام ہے سمجھ کا۔ ہر شخص کے لئے ایک ہی راستہ نہیں ہے۔ تمام لوگوں کو ایک ہی لفظ سے شانتی نہیں مل سکتی۔ ہر انسان کے حالات و واقعات جُدا جُدا اور علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ مُرشد کامل بہتر جانتا ہے کہ کس کو کیا دوائی دی جائے۔ اور کیا آلو پان بتلایا جائے۔

میرا مارگ مُرشد پرستی کا مارگ ہے۔ میں مرشد پرست ہوں میں خُدا پرست نہیں ہوں۔ اس مرشد پرستی سے مجھے کیا ملا ہے۔ فہم و ذکا بجھ اور گیان۔ اب میں شانت ہوں۔ میں بچپن سے کسی شئے کی تلاش میں تھا۔ میری تلاش کا انجام کیا نکلا۔ شانتی اور تسکین قلب یہہ سب کھیل کھلا دیا۔ داتا دیال نے مگر آپ ست سنگیوں کا مجھ پر بہت بڑا احسان ہے آپ کی بدولت میں اس شانتی کو حاصل کر گیا۔ اب میں آخری منزل پر جاتا رہتا ہوں۔ جہاں نہ میں ہے۔ اور نہ تو ہے۔ اب میں لامکانیت سے ہوش میں آتا رہتا ہوں۔ اگر ایسا ہونے پر بھی میں کچھ کر سکتا تو کر دیتا میں نہ کچھ کر سکتا ہوں۔ اور نہ کچھ دے سکتا ہوں۔ تم کو جو کچھ اس دنیا میں ملتا ہے۔ وہ تمہارا اپنا ہی کرم۔ خیال۔ وشواس اور آس ہے۔
ست کبیر صاحب نے بھی یہی بات کہہ گئے ہیں۔

نہ کچھ کیا نہ کر سکا۔ نہ کرنے جوگ سشریر
جو کچھ کیا سو ہری کیا۔ بھو کبیر کبیر

وہ ہری برہمانڈی من ہے۔ اس کا انش تمہارا اپنا پنڈی من ہے۔ جیسا تم سوچوگے ویسا ہو جائے گا۔ جیسا خیال ویسا حال جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ جیسی متی ویسی گتی جیو نبل ہے۔ وہ صرف سہارا چاہتا ہے۔ اور بس!

میرا انجام یہ نکلا کہ میں ایک چیتن کا بلبلا ہوں۔ وہ مالک کل ایک پرم تتو ہے۔ اس میں سدا ہلور ہوتی رہتی ہے۔ جیو۔ جنتو۔ تارا گن سورج چاند وغیرہ بن بن کر اسی میں سما جاتے ہیں۔

اب میں نہ برہمہ بنتا ہوں اور نہ خدا۔ نہ اہم برہمہ آسمی۔ نہ تت توم اسی مجھے اس گیان سے اور اس سمجھ سے شانتی ملی ہے۔ اور یہی سمجھ گیان اور جویک میں دوسروں کو بھی دیتا رہتا ہوں۔ داتا دیال کا شبد ہے سنو! اور ست سنگ سماپت کرو۔

شبد

دبڑھا ہے سنارا کوئی۔ سمجھے گورو کا پیارا (ٹیک)
ست میں ایک انیک نہیں ہے۔ وہ ہے اپرا اپارا
نرادھار کوٹستھ ادستھا۔ ادھشٹان آدھارا
جیسے سندھ میں لہر اٹھت ہے۔ لہر میں لہر پسارا
تیسے ست کی دلشا نیقرا۔ کہن سنن سے نیارا
لہرا اٹھی ہوئی موج انوکھی۔ پڑگئے بند ہزارا
بند سندھ سے بہنے بلگانے من بدھ چت اہنکارا

اہنکار میں درڑھتا آئی۔ دھرا روپ وستارا
درڑھتا کے بس من چتینا۔ چیتن بدھی وکارا
بدھی نے پر پنچ رچایا۔ بندھ سندھ بھئے نیارا
کارن سوکشم استھول بنایا رچا پرپنچ اپارا
جڑ چیتن کی گانٹھی پڑگئی۔ سمجھن بھیو پڑارا
بدھ سدھ دشا میں آن براجا۔ اپجا سوچ وچارا
کبھی نیچے کبھی اوپر کچھ دکے۔ کبھی مدھیہ کی دھارا
ایک دھار سے سہس دھار بن دھارا مول وکارا
بلبلے تڑپے چین نہ آوے۔ جنم جوا گلے ڈارا
جنم مرن بھوگیں چوراسی۔ لکھے نہ سارا سارا
درمتی آئی کومتی لائی۔ سوارتھ لش بھٹکارا
لوک پرلوک میں ڈولت پرانی۔ کبھی جیتا کبھی ہارا
کوٹ جنم سے دھوکا کھایا۔ کال کرم کا مارا
اپنی چنتا اور کی چنتا۔ بھوگ سوگ ادھیکارا
بھرمے بھرم بھول کی لیلا۔ ہنس پاوے جھٹکارا
تین تاپ کا بندھن گاڑھا۔ آئے پھنسے لودوارا
یہہ دبدھا ہے یہہ دوچتائی دکھ سکھ سر پر بھارا
کرم ہنڈولے جھولے پرانی نہیں پاوے نستارا

بل میں نبل۔ نبل بل سنجت۔ کرے اُپائے نِکارا
دہے شریر جرے آرپن۔ رُوئے رُوئے وکرارا
ست گورو دیا دیکھ تب اُمڈی۔ دھرا سنت اوتارا
جیُو چتاون آئے رادھاسوامی۔ شبد جہاز سنوارا
سُرت شبد کی یُکتی بتائی۔ مکھ سے شبد اُچارا
میں تو ہی یوں چھڑائے کال سے۔ بندھن کاٹوں سارا
ایک انیک کی رچ دے دُبدھا۔ لے اب میرا سہارا
تب فیقر نے درشٹی اٹھائی۔ لکھا روپ چمکارا
سہس کمل چڑھ ترکٹی آیا۔ سن جہاں شن یگ دھارا
سہج سمادھ رچایا اُدبھت۔ گپھا کا نرکھ پھوہارا
جب ستنپد کی اور درشٹی گئی۔ چمکا روی ششی تارا
ایک انیک کی دُرمتی ناسی۔ نسا مُول اہنکارا
جیون مُکت کی پدوی پائی۔ ویاپے نہ جگ دھن دارا
رادھاسوامی کھیل کھیل میں۔ کیا سکل نزوارا

دُبدھا ہے سنسارا۔ کوئی سمجھے گورو کا پیارا

پہلے دن کا ست سنگ شام کا ختم ہوا۔

بیساکھی کا ست سنگ دوسرے دن کا

مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۶۶ء (گورو وار) صبح کے وقت کا ست سنگ

میں اپنے انتر آتما سے پوچھتا ہوں۔ تو نے یہہ مکڑی کا جالا کیوں تنا ہے۔ لوگ ہردوار۔ دوارکا۔ رامیشور۔ کاشی۔ مندر۔ مسجد۔ مکہ مدینہ اور دیگر پوتر۔ استھانوں پر کیوں جاتے ہیں۔ ایک تلاش ہے۔ جب تک انسان کی توجہ اس کو حاصل نہ کر لے گی۔ وہ تلاش کبھی ختم نہ ہوگی۔ اور اس کے حاصل کرنے کے لئے انیک پرکار کے نردّد انسان کرتا رہتا ہے۔

اب میں (79) سال کا ہو گیا ہوں۔ سوائے اس موقع کے جب میں اپنے انتر میں جاکر ایک ہو جاتا ہوں۔ زندگی کے ہر مرحلہ میں کسی نہ کسی قسم کے مانسک۔ سنسارک۔ یا آتمک باسنائیں لگی رہتی ہیں۔ مسافر کا سفر کبھی ختم نہیں ہوتا۔ جب تک وہ اپنے ساکھ یا نج گھر جہاں سے وہ آیا ہے پہونچ نہیں جاتا۔

دنیا میں بڑے بڑے لیکچرار۔ گورو۔ فلاسفر اور بھگت وغیرہ ہو گئے ہیں۔ مگر ان لوگوں کا سفر ختم ہو گیا ہے۔ جب تک باہوشی رہتی ہے۔ کچھ نہ کچھ وہ کرتے ہی رہتے ہیں۔ اب میری پچھلی عمر آ گئی ہے۔ یہہ سفر اس وقت تک کبھی ختم نہ ہوگا۔ جب تک منزل مقصود ہاتھ نہیں آجاتا

وہ منزل مقصود کیا ہے۔ اپنا آد گھر یا نج گھر۔ جہاں سے ہم لوگ آئے ہیں

"بیساکھ مہینہ سر پر آیا
ساکھ گئی جیو ہوا پرایا"

میں نے اپنی ساری عمر کھوئی ہے۔ کیا میرا سفر ختم ہوگیا ہے۔ سوائے اس وقت کے جب میرا من سنکلپ اٹھانا چھوڑ دیتا ہے۔ یا میں ہر ایک سنسارک مالسک اور آتمک احساسات کو بھول جاتا ہوں۔ میں ہر وقت سفر میں رہتا ہوں۔ میرا سفر باہری ہو یا چاہے انتری ہو۔ برابر جاری رہتا ہے۔ میرا مضمون لکھمن ست سنگ کرانا۔ یہہ کام تو میں دیال دیش میں بیٹھ کر تو نہیں کرسکتا۔ اس لئے زندگی جسمانی ہو مانسک ہو۔ یا آتمک ہو سکھ دُکھ۔ ہرش آنند ہمیشہ ساتھ ہی ہی لگے رہتے ہیں۔ اس آخری منزل کا حقدار کون ہے۔ جو سفر کرتا کرتا ہر قسم کے ذاتی تجربوں کے بعد تھک تھکا جاتا ہے۔ جب تک انسان اس ترگنا تمک جگ کے بھلے برے تھپیڑے نہیں کھا لیتا ہے۔ تب تک اپنے اصلی وشرام کی اسے نہیں سوجھتی ہے۔

مایا کال دیش کیا ہے؟ جہاں تک گتی (حرکت) کا تعلق رہتا ہے۔ وہاں تک کال ہی کال ہے۔ آنند۔ غمی۔ خوشی وغیرہ سب کچھ ہے۔ اب بوڑھاپا آگیا ہے۔ چلنا ہے گھر کا راستہ داتا دیال نے بتلا دیا ہے۔ اس کی یاد ہر وقت لگی رہتی ہے۔ کبھی کبھی تو میں وہاں پہونچ جاتا ہوں۔ مگر پھر بھی جلدی سے واپس آجاتا ہوں۔ کیوں؟ جس دیش میں رہتا ہوں۔ اس کا قرضہ ابھی ادا کرنا باقی ہے۔ جس قسم کا دماغ کرتا پُرش نے بنا دیا ہے۔ مجھے ویسا کام

تو سوچ وچار کرنا ہی پڑتا ہے۔ جسم میں رہتا ہوا۔ کوئی سنت مہاتما کبھی جسمانی تکالیف سے۔ بھوک پیاس سے۔ سردی گرمی سے بچ تو نہیں سکتا ہے۔

جس طرح آپ لوگ سنتوں کو سمجھتے ہیں۔ میں بھی ویسا ہی سمجھتا تھا میرا خیال تھا۔ کہ سنتوں کو شریرک تکلیف نہیں ہوتی ہوگی۔ ایک دفعہ میں دھام گیا۔ داتا دیال آرام کر رہے تھے۔ میں نے ان کے چرنوں پر سر رکھا۔ انہوں نے ہائے کی کیونکہ ان کے پاؤں میں اس وقت زخم تھا۔ اس لئے انہوں نے درد محسوس کیا۔ دوسرے مہاپرشوں کا بھی یہی حال دیکھا ہے اور سنا ہے۔ اب اپنی زندگی کے انبھو کے آدھار پر یہ یقین ہو گیا ہے۔ کہ اگر سُرت جسم سے پرے چلی جائے تو کوئی تکلیف جسم کو نہیں ہوتی ہے۔ ورنہ جسم اور من میں رہتے ہوئے ہر پرانی دُکھ سُکھ بھوگتا ہے۔ گرمی، سردی، بھوک، پیاس، اُسے بھی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ کسی نے ضبط سے کام لیا۔ اور کوئی شخص بے ضبط ہو کر رونے اور چلانے لگا یا ہنستا رہا۔ آجکل میرا گلا پکا ہوا ہے گلے کے اندر میں زخم ہو گیا ہے۔ اس وقت میں بول رہا ہوں۔ کیا میں درد محسوس نہیں کرتا ہوں۔ درد ہے۔ اور ضرور ہے مگر میں ضبط کرتا جاتا ہوں۔

سنتوں نے اپنے نج گھر کا پتہ دے دیا ہے۔ یہو پہنچنے کی ترکیب بتلا دی ہے۔ انہوں نے جو تھے پد جانے کی تعلیم دی ہے جو جسم، من اور آتما سے پرے کی حالت ہے۔ چوتھا پد جسم من اور آتما سے پرے ہے۔ بانی میں آیا ہے۔

"کال دیا جیوؤں کو دُھوکا۔ چوتھے پد سے وہ سب کو روکا"

اس نے دھوکا کیسے دیا ہے۔ تم ابھیاس کرتے ہو۔ بابا فقیر تمہارا گورو یا اشٹ پرگٹ ہوتا ہے۔ تم اُس سے باتیں کرتے ہو۔ اور آنند لیتے ہو۔ آنند لینے والا یا باتیں کرنے والا تمہارا اپنا ہی من ہے۔ سب لوگ اسی من سے خوشی لیتے رہتے ہیں مگر آگے اصلیت کی طرف نہیں جاتے۔

تم دیکھو یہاں ڈاکٹر جگ جیت سنگھ یم' بی' ایس موجود ہیں' ان کے کہنے کے مطابق ان کے انتر میں ۲۰/ مارچ ۱۹۶۶ء کی صبح کو سادھن کے وقت میرا روپ پرگٹ ہوا۔ اس نے ان سے کہا کہ تم ہوشیارپور ست سنگ میں آجاؤ۔ اس دن ان کو ایک میٹنگ میں جانا تھا مگر میرے روپ کے کہنے کے مطابق وہ اس دن میٹنگ میں نہیں گئے۔ بلکہ یہاں ہوشیارپور ۲۰/ مارچ ۱۹۶۶ء کو آگئے تھے۔

اب تم سوچو۔ میں تو ان کے پاس نہیں گیا تھا۔ وہ کون تھا؟ ان کا اپنا ہی من تھا یا کال تھا۔ کال کا لفظ استعمال کرنا بُرا نہیں ہے۔ تم لوگ اس کے اصلی بھاؤ کو نہ سمجھ کر کال اور مایا کے پیچھے ڈنڈا لئے پھرتے ہیں۔ جس قسم کا سنسکار یا اثر انسان کے دماغ پر پڑا ہوا ہوتا ہے۔ خواہ وہ پہلے جنموں کا ہو یا اسی جنم کا ہو۔ وہ روپ دھر کر سادھن اوستھا میں۔ سپن میں جاگرت اوستھا میں سامنے آتا رہتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے انتر میرا روپ کیوں پرگٹ ہوا کیونکہ میں کچھ دنوں پہلے لال سنگھ کے ذریعہ ان کو سندیسا بھیجا تھا کہ ڈاکٹر صاحب سے کہنا کہ وہ ہوشیارپور آجائیں میں نے یہہ بات اس خیال سے کہی تھی کہ بیساکھی آرہی ہے۔ اگر وہ آجائیں گے تو میں ان سے کچھ مالی امداد

مانگ لونگا۔ چونکہ لال سنگھ نے میرا پیغام اُن کو پہونچا دیا تھا۔ وہ خیال ان کے دماغ پر پڑا ہوا تھا۔ وہی سامنے آ گیا۔ چونکہ میرے خیال میں طاقت تھی۔ یہہ میری عزت اور مان کرتے ہیں۔ اس لئے ایسا ہو گیا تھا۔ اس اصلیت کو نہ سمجھ کر انسان بھرم میں آ جاتا ہے۔ اور کچھ کا کچھ سمجھنے لگ جاتا ہے۔

دیال پُرش کا بھید نہ جانا۔ کرم کانڈ میں جیو ادھینا
اپنی پُوجا سب بدھی گائی۔ جیو چلے چوراسی بھائی

تمہارے انتر رام پرگٹ ہوتا ہے۔ کرشن پرگٹ ہوتا ہے یا۔ کوئی دیوی دیوتا پرگٹ ہوتا ہے۔ تم اس کو پُوجتے ہو۔ تم اپنے ہی من کی پُوجا آپ کرتے ہو یہاں پر بیاس کے دوست سنگی موجود ہیں۔ اُن کے انتر بابا چرن سنگھ جی مہاراج کا روپ پرگٹ ہوا۔ اس نے ان سے کہا کہ تم بیاس چلے آؤ۔ تم کو ایک سو پچاس (۱۵۰) روپیہ ماہوار تنخواہ ملیگی۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اپنی نوکری چھوڑی اور فوراً بیاس چلے گئے مگر ناکام واپس آ گئے۔ وہ آج دن تک دھکے کھا رہے ہیں۔ یہہ کیا تھا۔ ان کے انتر غریبی کی وجہ سے اپنے ترقی کی اچھیا موجود تھی۔ اسی اچھیا نے ان کے انتر میں ان کے گورو مہاراج کو پرگٹ کیا تھا۔

جتنے بھی آدمی اپنے مانسک استھوٹوں میں وشواس رکھتے ہیں۔ یہہ سب کے سب کال کے پجاری ہیں۔ میں خود بھی کال کا پجاری رہا ہوں۔ میں اس چکر سے نہیں نکل سکتا تھا۔ داتا دیال نے گورو پدوی دیکر میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ اس گیان کے دینے والے تو آپ ست سنگی لوگ ہی ہیں۔

جنھوں نے مجھ سے یہہ کہا تھا کہ میں ان کے اندر میں پرگٹ ہوتا ہوں۔ دوستو!
سنسار والو! تمام ولی۔ نبی۔ اوتار۔ پیر پیغمبر وغیرہ سوائے خاص خاص
کے سب ہی اس من کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے ہی کھلے لفظوں میں
اس راز کو کھولا ہے۔ سوامی جی مہاراج نے اپنے ایک شبد میں کہا ہے۔

"گورو جی! میں گنہگار اتی بھاری!

نر ناری بہتے لبس کینے بھولے بھٹکن دھوکہ دیا ری"

یہہ اس شبد کی ایک کڑی ہے۔ اگر میں صاف بیانی نہ کرتا تو تم لوگوں کو
دھوکے میں رکھ کر۔ اپنا چیلا بنا کر۔ اپنی مان عزت اور دولت حاصل
کرتا۔ میں نے اپنی ساری عمر اسی سچائی کو دیکھنے کے لئے کھوئی ہے۔ جس کے
آدھار پر ان سنتوں نے تمام مذاہب کو کال مت اور مایا مت کہا ہے۔ اگر
آج وہ سچائی مجھکو نہ ملتی ہوتی تو میں رادھا سوامی مت اور کبیر مت کا
جنھوں نے اور متوں کا کھنڈن کیا ہے۔ ان کے برخلاف آواز اٹھاتا۔
داتا دیال مہرشی شیوجی مہاراج مالک کل کے گیان سروپی اوتار نے دیا کی
جو مجھے ان تجربات سے گذار دیا ہے۔ میرا طرز بیان اور لوگوں سے مختلف
ہے۔ اس کے سبب میرے ارد گرد کوئی مجموعہ نہیں ہوتا ہے۔ اور نہ بھینٹ
چڑھاوا ہی آتا ہے۔ کیونکہ یہہ دنیا مجھوی ہوئی ہے۔ مکار لوگ اس کو
لوٹتے رہتے ہیں۔ میں مکار نہیں ہوں۔ یہاں میری سنتا کون ہے۔ گرمتی
لوگ تو زندگی کی ضرورتوں کے سبب ہیرا پھیری کرنے کے لئے مجبور ہو جاتے
ہیں۔ ان سادھوؤں اور سنتوں سے کچھ امید تھی کہ وہ لوگ سچائی پر عمل کرتے

ہوں گے گروہ لوگ بھی دھوکا دے رہے ہیں۔ ہنکا ئے! ان لوگوں میں اب سچائی کہاں رہی ہے۔

دوستو! تمہارا من ہی رکشک ہے اور سنسار کے بھاؤ کے خیال سے یہی بھکشک ہے۔ اگر تم اس دنیا میں سکھ شانتی چاہتے ہو۔ تو من کو رکشک سمجھو۔ تب کام بنے گا۔

ست کبیر کی بانی ہے۔

بھاڑ پڑے یہہ دیس برانا
بھو ساگر آد گھاہا
بھگت ابھگت سب کوئی بوڑے
کوئی نہ پاوے تھاہا
بھکشک آپ لیلا بستارا
کلا انت دکھلاوے
بھکشک کو رکشک کر مانے
رکشک چین نہ پاوے
بھجے جاہی کو بھکشک جانو
رکشک رہے نستارا
بھرم چکر میں پڑے جیو سب
لکھے نہ شبد ہمارا

بھگت من کی پوجا کرتا رہتا ہے۔ چونکہ میں ہیں نہیں آنا جاتا۔ اس لئے

تیرے بھگتوں کے انتر میں سنسکار خیال یا ان کا وشواس ہی ہوتا ہے۔
اسی طرح رام یا کرشن وغیرہ کی پوجا کرنے والے بھی بھگت ہیں مگر وہ بھولے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے ہی من کی پوجا کیا کرتے ہیں۔ ہر شخص کا اپنا ہی وشواس نانا روپ دھار کر اس کی رکشا کرتا ہے۔ مگر نورتی مارگ کے خیال سے اس کا من جو اس کی رکشا کرتا ہے۔ وہ ہی خود بھکشک بن جاتا ہے کیونکہ انسانی شُرت جب تک اپنے من کے چکر سے باہر نہ ہوئے گی۔ وہ کبھی نروان یا کیولیہ پد کو پراپت نہیں کر سکتی ہے حضور معلی مقدس فرماتے ہیں اپنے پریم پینزول میں کہ انت سمے ست گورو بھی آجاتا ہے۔ شبد بھی سنائی دیتا ہے۔ وہ کچھ عرصہ تک اوپر کے لوکوں میں ساتھ رہ کر ست سنگ بھی کراتا ہے۔ وہاں آنند بھی ملتا ہے۔ مگر باقی کمائی کرنے کے لئے اسے پھر انسانی چولے میں آنا ہی پڑتا ہے۔ جہاں اس کو پھر ست گورو ملیگا۔ اس طرح سے جب تک کمائی پوری نہیں ہوئے گی وہ جنم لیتا ہی رہے گا۔ گو وہ جنم بہت ہی ادھم ہوں گے۔ وہ کمائی کیا ہے؟ میری سمجھ میں یہہ آتا ہے۔ کہ جب تک سُرت من کو چھوڑ کر انحد شبد یا نام دھن کو نہیں پکڑ لیتی۔ وہ برابر واپس آتی رہے گی ست کبیر آواز دیتے ہیں۔ تمام سنسار بھرم میں گرست ہے کوئی میری بات سنتا ہی نہیں ہے۔ جب میں صاف بیانی سے کام لیتا ہوں تو یہہ گدی والے گورو مجھے گمراہ سمجھتے ہیں۔ در اصل وہ خود اصلیت اور حقیقت سے بہت ہی دور پڑے ہیں۔
میں سنت ست گورو وقت ہوں۔ میں اپنی پوجا آپ نہیں کروانا چاہتا۔

میری بات کو تم لوگ سمجھو۔ تب تمہارا بیڑا پار ہوگا۔ گورو نانک صاحب کی بانی ہے۔

"بانی گورو۔ گورو ہے۔ بانی زبانی امرت سارا"

تم لوگ نام دان لینے آئے ہو۔ میں بھی روپیہ لیکر نام دے سکتا ہوں مگر یہہ دوکان داری ہوگی۔ سوامی جی فرماتے ہیں۔

میں نے اپنی پوجا آپ کرائی
جیوُ چلے چوراسی بھائی
نرگن سرگن جیوُ بندھانا
برہما۔ وشنو۔ مہیش پوجانا
دیوی۔ دیوا۔ پتھر پانی
پاپ پنیہ میں جیوُ اُرجھانی
کال دھرے جگ دس اوتارا
کلا دکھائے جیوُ دھرمارا
آپ ہی رام آپ کھو راون
آپ ہی کنس آپ جسودا نندن
آپ ہی بلی آپ ہی باون
آپ ہی کچھ مچھ ورہ دھارن
پرسرام رام اور نرسنگھ
پرہلاد بھگت ہوئے رکشا کین

کھمب پہاڑ باہر ہوئے نکلا
رکشک کلا دکھائی سکلا
چاند سورج اور گور گنیشا
بجوائے اور راہو ہوئے گریا
اس اس کلا انت اسنکھا
کہاں لگ برنوں بھید سین کا

اس لئے جب تک کوئی بھی اپنے من کے بنائے ہوئے انشٹ کا پجاری رہے گا۔ اس بھوساگر سے کبھی نہیں نکل سکتا ہے بات بہت اونچی ہے اس لئے تم کسی زندہ پرش کی صحبت اختیار کرو۔ اگر تم بچنا چاہتے ہو اس کی صحبت اور ریڈئیشن سے تم ویسے ہی ہو رہو گے۔ مجھے داتا دیال نے فرمایا تھا۔ ! فقیر! تم قطب بن کر رہنا۔ قطب ایک جگہ رہتا ہے اس طرح ایک پرم سنت اپنے آپ شبد سروپ اور نج سروپ میں رہتا ہے۔ وہ کسی غیر کا پجاری نہیں ہے وہ عابد۔ عبادت اور معبود سے آزاد ہے اس کی صحبت سے وہی سنسکار تم میں بھی آئیں گے۔ تم مجھے اہنکاری بے شک کہہ لو۔ یاد رکھو۔ جب جب دھرم کی ہانی ہوتی ہے۔

گیتا میں لکھا ہے۔ وہ (کرشن) ہمیشہ آتا ہے۔ اسی طرح وہ کبیر صاحب نانک صاحب اور رادھا سوامی صاحب کے روپ میں جیوؤں کو اپنے نج گھر کا سندیشہ دینے کے لئے اور نج گھر لے جانے کے لئے پرگٹ ہو جاتے ہیں۔ چونکہ اب ان کے پیروکار لوگ گدیاں بنا کر اصلیت سے غافل

ہو گئے ہیں۔ اس لئے موج نے مجھکو ان کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے میں
اُن جیووں کو جو سچ مچ اس بھوساگر سے پار ہونا چاہتے ہیں۔ بتلائے
جارہا ہوں۔ کیول شبد کے سہارے ہی تم پار ہو سکتے ہو۔ اس کے لئے
کسی پرم سنت کا ست سنگ ریڈلیشن اور سچی سمجھ تم حاصل کر لو۔ میں
سچائی کا بیج ڈالے جارہا ہوں۔ یہہ میری صاف بیانی اور سچی باتیں
اگر کسی کے سمجھ میں آجائیں گی تو وقت پر تم کو اس من کے چکر سے نکال
دیں گی۔ وہ لیسے! جب تم کو یقین ہو جائے گا۔ کہ سب کھیل روپ رنگ
وغیرہ کا کال اور مایا کے ہیں۔ تب تم اپنے انتر میں اصلی نام یا اکھنڈ دھن
کو پکڑ لوگے۔

تمام سنسار برہما۔ وشنو۔ مہیش کی پوجا کرتا رہتا ہے خواہ وہ برہما
وشنو۔ مہیش مانے یا نہ مانے۔ کیوں کہ برہما اتپتی کرتا ہے۔ وشنو پالتا ہے اور
شیو سنگھار کرتا ہے۔ ہر انسان اپنے انتر سے باسنا روپی خیال پیدا کرتا ہے
کچھ سمے کے لئے اس میں کھیلتا ہے۔ پھر اس کو چھوڑ دیتا ہے۔ خیال کا
پیدا ہونا۔ ٹھہرنا اور ختم ہونا۔ یہی برہما۔ وشنو۔ اور مہیش کی پوجا ہے۔
اس چکر سے سوائے گورو گیان کے اکھنڈ اور نام سے جو شرت اپنے گھٹ
میں سنتی رہتی ہے۔ کوئی شخص نہیں نکل سکتا ہے۔

آپ لوگ دُور دور سے آئے ہیں۔ اگر میں سچائی سے کام نہیں
لیتا ہوں۔ تو میں بھی تمہارا رکشک نہیں رہونگا۔ بلکہ بھکشک بن جاؤنگا۔
ضرور ہے کہ آپ لوگ اگیان سے روپیہ پیسہ مالو تہ مندر میں نہ دوگے

سوامی جی مہاراج نے اوتاروں کا بھی کھنڈن کیا ہے۔ بات بہت اونچی ہے یہہ زندگی مچھ یعنی (SUPERS TORIA) کی شکل سے بنتی ہوئی کچھوا بن کر ماں کے پیٹ میں آتی ہے۔ پھر ورہ بن کر سر کے بل ماں کے پیٹ سے باہر آجاتی ہے۔ پھر وہ باون کی شکل میں ہاتھوں سے چلتا ہوا بچہ باون بھی باپ کے سر پر چڑھ کر کھیلتا ہے۔ پھر نرسنگ بن جاتا ہے۔ پھر پرسرام ہو کر باضبط انسان رام بن کر گرست بھوگتا ہے۔ پھر ورکت ہو کر اکریک بن کر نشکلنک کرشن کا روپ دھارن کر لیتا ہے۔ پھر بدھ ابنھوی ہو کر شریہ تیا گتا ہے۔ یہہ سارے جیوں کی حالتیں ہوتی ہیں جب تک یہہ پیدا ہونا اور مرنا ہے۔ تب تک دیال دیش سے دوری رہے گی۔ شاستروں کے اس بھاؤ کو تمہری رام چندر جی ہی کرشن بنے تو رام کو موکش کہاں سے ملی اس طرح جو یہہ کہتے ہیں کہ ان کے انتر داتا دیال۔ ساونے شاہ یا کوئی مراہوا جہان پرش آجاتا ہے۔ تم سچ مانتے ہو تو تم یہہ ثابت کر رہے ہو کہ وہ مر کر بھوت ہو گیا ہے۔ یہہ ساری اگیان کی باتیں ہیں۔ سچائی تو یہہ تھی کہ یہہ جہان پرش سچائی کی آواز اٹھاتے۔ میں نے بھی آواز اٹھائی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ کوئی سننے کو تیار نہیں ہے۔

ساتھ ہی کہے جاتا ہوں کہ جو لوگ اس مالک کل کو اس سنسار میں مانتے ہیں۔ جل میں تھل میں سب جگہ رام ہی ویاپک ہے۔ وہ بھی اپنے نج گھر کو نہ جا سکیں گے۔ کیونکہ ان کا خیالی آئیڈئل ہی اس سنسار میں کسی نہ کسی روپ میں مانا ہوا ہے۔ جو شخص اس کو جل میں تھل میں مانتا ہے۔ وہ پھر جل تھل میں

آئیں گے۔ جو اس کو ایک مانتا ہے۔ وہ ایک ہو سکتا ہے۔ اس لئے حکم ہے کہ صرف کسی نربندھ پرش سے ہی پریم ہو اور اس کے ست سنگ کو سچا سمجھا جائے۔ پریم کیسا ہوا۔ جیسے بچہ کا ماں سے پریم ہوتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کی زبان نہیں سمجھتے مگر بھاؤ کو پریم کی وجہ سے سمجھتے ہیں۔ اسی طرح یہہ راز ہنفتہ اس کے حصہ میں آتا ہے۔ جو شخص ماں اور بچہ جیسا پریم رکھتا ہے پریم میں الفاظ کی بجائے بھاؤ کام کرتا ہے۔

دنیا میں رکشا کرنے والا ہے انسان صرف تیرا ہی وشواس ہے۔ جہاں جی چاہے تو وشواس رکھ۔ رام پر رکھ۔ کرشن پر رکھ۔ گورو پر رکھ۔ تمہاری آس ہی سنسار کی آس دنیا بناتے رہے گی۔ مگر جو مکتی پد میں یہہ وشواس بھی کام نہ کر سکیگا۔ وہاں پر کیول گورو گیان اور انتری شبد ہی مددگار ہوگا۔ اس کے ثبوت میں ست کبیر صاحب کی بانی سنو

شبد

ہو تم ہنسا ست لوک کے۔ پڑے کال بس آئی ہو

مین تمرو پی دبو نربخن۔ تمہیں راکھ بھرمائی ہو
پانچ پچیس تین کو پنجرا۔ تہی ماں لاکھ چھپائی ہو
تم کو بسر گئی شدھ گھر کی۔ مہما اپن جنائی ہو
نرنکار نرگن ہے مایا۔ تمکو ناچ نچائی ہو

چمڑہ درستی کا کلفا دیکھے ۔ چوراسی بھرمائی ہو
چار وید ہے جاکی سواسا ۔ برہما استوتی گائی ہو
سوکت برہما جگت بھلائے تہی مارگ سب جائی ہو
ست گرو بہوری جیوکے رچھک ۔ تن سے کر سمتائی ہو
تنکے ملے پرم سکھ اُپجے ۔ بدنرمانا پائی ہو
چاردں جگ ہم آن پکارا کوئی کوئی ہنس چتائی ہو
کہے کبیر ناہی پہونچاؤں
ست پُرش گھر جائی ہو

آپ فقیر چند کو یا گورو کو ہڈی مانس چمڑا سمجھتے ہو ۔ میں بھی خود اس طرح سمجھتا رہا ہوں داتا نے گورو دیدو دیکر میری آنکھیں کھول دی ہیں ۔ میں داتا کی موہنی مورت سے جو میرے انتر میں پرگٹ ہوتی تھی ۔ پریم کیا کرتا تھا ۔ جس سے سدھی شکتی واک شکتی اور نو ندھی مجھے ملتی رہی ہے ۔

پچھلی عمر میں جب داتا دیال گدڑ باہا آئے ۔ فرمانے لگے ! فقیر ! میرے بعد تو ست سنگ کراتے رہنا ۔ میرے انکار کرنے پر آپ نے فرمایا ۔ ابھی فقیر منزل پر نہیں پہونچا ہے ۔ اس کام کے کرنے سے تمہارا اکلیان ہوگا ۔ اس وقت میں سوچتا تھا ۔ آخری منزل کیا ہوگی ۔ آنند ۔ خوشی اب کا وشواس تھا ۔ آگے کیا ہوگا ۔ میں حیران تھا ۔

اب میں نے سمجھا ہے کہ جو شخص یہہ سمجھتا ہے کہ مالک کل اس سنسار میں ہے

یا اس کے من میں ہے وہ غلطی پر ہے۔ وہ مالک کل سے بہت دور ہے بالکل کلی نو اگم ۔انا م' اور امایا ہے۔ست سنگوں کے تجربہ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں ۔میں سمجھتا ہوں کہ میرا ست سنگ عام لوگوں کے لئے نہیں ہے وہ صرف چند چندہ ہنسوں کے لئے ہے

ہنس کون ہیں؟ جن میں تیزی طاقت آگئی ہے۔ اور جو بات کو خوب اچھی طرح سے سمجھتے ہیں۔ اس واسطے یہہ ست سنگ صرف ان کے لئے ہی ہے اس لئے میں عام دعوت ست سنگ کی نہیں دیتا ہوں۔ اب پرائمری کلاس پڑھا نہیں سکتا میں دوسروں کے خلاف نہیں ہوں۔ اگر کوئی پرنسپل اسکولوں کا کھنڈن کرے تو وہ غلط ہوگا۔ نچلی کلاسوں سے ہی بچے کالجوں میں آتے ہیں

زوان کے لئے صرف انحد شبد ہے اور اس انحد شبد تک جانے ٹھہرنے اور لے ہونے کے لئے شریرک اور مانسک پریم ختم ہونا چاہئے ۔ورنہ یہہ گنج مل نہیں سکتی ہے ۔فقیر تم کو راز بتائے گا۔ بھید دیگا۔ باقی کام تم کو خود کرنا ہوگا۔ چونکہ پریم سکھ شریر اور من سے پرے ہے ۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ست گورو کے دیئے گیان کے ملنے سے پرم سکھ ملتا ہے ۔ پریم میں آنند ہے ۔ پرم سکھ نہیں ہے ۔پریم کی انتہا کئے بغیر یہہ پرم سکھ نہیں ملتا ہے ۔

میں اس پرم سکھ کی تلاش میں تھا۔ داتا دیال مل گئے ۔کھیل کھلایا اب میں منزل پر آگیا ہوں۔ اس لئے صاف بیانی سے کام لے رہا ہوں تاکہ جو میرے ساتھ موج نے وابستہ کئے ہیں ۔ ان کا کام بن جائے ۔میں جھونک مار نہیں سکتا میں اپنے جیون کا انبھو بتاتا ہوں۔ گورو بنانے سے ممکن ہے کہ تم کو یہی سمجھ خود بخود مل

مل جائے گی۔ مگر میں سب کو کیسے یہہ کام دے دوں۔ گورو لوگ آگے ہی بھولے بھالے بھگتوں کو اگیان میں رکھ کر لوٹ رہے ہیں۔ آپ لوگ بھی لوٹو گے۔ گورو چیلا ایک بیوپار سا بن گیا ہے۔

گورو چیلا بیوہار جگت میں چھوٹا برت رہا
گورو تو مان پرتشٹھا چاہے چیلا سوارتھ سنگ بندھا
کیا سے کہوں کھوج نہیں کا ہو۔ دھو کے دھار بہا
سچا مارگ سُرت شبد کا۔ سو اب گپت رہا
گورو چیلا پاکھنڈی کیتی۔ چوراسی میں دوا وگیا
شبد سُرو پی شبد ابھیاسی۔ اس گورو ملے تو پار لگا
سُرت ونت انوراگی سچا۔ ایسا چیلا نام کہا
گورو بھی دُرلبھ سچیلا درلبھ۔ کہیں ہوج سے میل ملا
شبد سُرت بن جو گورو ہوئی۔ تاکو چھوڑ دو یہ پاپ کٹا
رادھا سوامی یوں کہہ گائی بوجھ بجھے تب کاج سرا

میں نے بھی مجبور ہو کر یہہ بانو تہ مندر بنوایا ہے۔ بغیر جگہ کے کام نہیں چلتا۔ میرا بچاؤ او نچا ہے۔ انسان کا جیون جب تک شریر من اور آتما میں ہے وشواس کے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔ مگر جب تک آدمی کی سُرت کسی پر وشواس رکھے ہوئے ہے۔ وہ جس پر وشواس رکھے ہوئے ہے۔ وہ اس کو اپنے آدھین رکھے گا اور جب تک سرت تجا چیز کے آدھین رہے گی۔ وہ اپنے گھر کو نہیں جا سکتی ہے کیونکہ وہ بندھی ہوئی ہے۔ وہ زبندھ نہیں ہے۔ اپنے گھر جانے کے لئے گورو گیان

ہمارا گورو اجرا مرا ور ابناشی ہے۔ ہم سب لوگ اس گھر سے آئے ہوئے ہیں۔ اگر یہہ وشواس جیو کے بغیر شریر من اور آتما میں رہتے ہوئے گذارا نہیں ہے۔ کسی نربندھ پرش کا ہوگا۔ تو شریرک۔ مانسک اور آتمک خوشی بھی ملے گی۔ اور اگر تمہارے بھاگ میں ہے تو میری طرح شاید امرپد کو پراپت بھی کر جاؤ گے میں نے دشواس تک کو امرپد حاصل کرنے کے لئے بندھن کہا ہے۔ اس پر اہل مذہب۔ اور اہل پنتھ نکتہ چینی کریں گے۔ مجھے گمراہ کہیں گے پتت کہیں گے مگر ست کبیر کو کیا کہیں گے۔

کسی جسم کو اپنا اشٹ بنانا بھرم در شٹی میں داخل ہے۔ اپنے خیال سے اس ایشور کو مالک کل مان کر پوجنا نراکار کی اپاسنا ہے۔ جو کچھ میرا انبھو تھا وہی ست کبیر کا بھی انبھو ہے۔ وہ کہتے ہیں نراکار اور نرگن مایا ہے۔ کال نرگن مایا ہے۔ اور یہ ستہ ہے۔ کہ ایشور پرمیشور اور برہم کے پجاری اپنے ہی من کی پوجا کیا کرتے ہیں۔ اس لئے وہ جوان کا وشواس ہے۔ خواہ وہ ساکار روپ میں ہو۔ نراکار سروپ میں ہو۔ وہ وشواس ایک قسم کا زہر کا چارا ہے۔ اس میں سرت آنند لیتی ہے۔ خوشی لیتی ہے۔ اور ایک قسم کا تسکین لیتی ہے۔ چونکہ یہ دویت کی بھگتی ہے۔ اس لئے وہ اس آنے جانے کے چکر سے بچ نہیں سکتی۔ اس لئے سنتوں کے مارگ میں کسی پرم سنت کی بھگتی کا خیال دلایا گیا ہے۔ تاکہ سرت و نرت اس کی بھگتی سے زندگی بھی خوشی سے کاٹ دے اور اپنے امر روپ کو بھی پراپت ہو جائے۔ یہہ میرے اپنے جیون کا انبھو ہے۔ میں سنت نہیں ہوں سنتوں کی شرن لینے سے اور داتا کی شرن لینے سے اس انبھو تک آیا ہوں۔

موج نے مجھ سے کام لینا تھا۔ اس لئے میں نے منوں کو جو اَمر پد کی تلاش میں ہیں۔ ان کے لئے یہہ سنت ست گورو وقت کہہ کر سوانگ بنایا ہے۔ تاکہ جو ادھیکاری جیو ہیں۔ صرف وہی لوگ ست سنگ میں آئیں۔ اور کچھ نہیں تو کم از کم سچائی کا سنسکار تو لیتے جائیں۔

میرا ست سنگ بہت اونچا ہے۔ سوچتا ہوں کچھ فائدہ رہے گا۔ میرے کام کی جب کبیر جیسا ست گورو کہہ گیا ہے۔

دکو ئی کوئی ہنس ہمارا ہے) میرا اس بانی سے مطلب یہہ ہے کہ اُس مالک کے نام پر انسانی نسل جو اپنے اگیان سے بٹ چکی ہے مذہبی اور منتھک تعرفات پیدا ہو گئے ہیں۔ اگر کوئی شخص اس سچائی کو پڑھ کر آخری اَمر پد تک نہ جائیگا جو کہ اس کے شغل ابھیاس اور سادھن کا مقصد ہے تو کم از کم اس سچائی سے اور حقیقت سے واقفیت رکھنے والا مذہبی ان ان تعصب سے تو بچ جائے گا وشواس رہے۔ جہاں کسی کا جی چاہے وہ اپنا وشواس رکھے۔ وہ وشواس اس کے ترگنا تمک جگت میں اس کی مدد کرتے رہے گا۔ اس خیال سے میں نے یہہ کام کیا ہے۔ لوگ بات کو سمجھیں۔ اپنا کام بنا لیں۔

ختم ہوا دوسرے دن کا ست سنگ

۱۴/اپریل ۱۹۶۶ء صبح کا

بیساکھی کا ست سنگ دوسرے دن کا

مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۶۶ء گورو وار شام

چور کو چور آسانی سے پکڑ لاتا ہے۔ چونکہ تمہاری طرح میں بھی من کا بڑا ہی چنچل رہا ہوں۔ یہہ من طرح طرح کی منزلیں۔ حالتیں اور جھمیلوں کا انبھو کافی کئے ہوئے ہے۔ اس لئے چنچل من والے بھائیوں کو۔ میں اس من کے قابو میں لانے کا آسان طریقہ بتلا سکتا ہوں۔

میرا من بڑا ہی چنچل تھا۔ وہ پریم کی ترنگ میں شبد گایا کرتا تھا۔ جتنے شبد میں اس وقت گاتا تھا۔ وہ اپنے ہی بنائے ہوئے شبد ہوتے تھے داتا دیال (مہرشی جی مہاراج) نے میری یہہ حالت دیکھی۔ مجھے ایک تنبورا منگوا دیا۔ اور یہہ بتلا دیا کہ اس کی آواز کو کان لگا کر سنا کرو اور اپنی انگلی برابر تاروں پر پھیرا کرو۔ اس میں سے رادھاسوامی، رادھاسوامی شبد ہوگا۔ تم خیال سے رادھاسوامی شبد برابر سنتے رہنا۔ تنبورا کان کے ساتھ لگا رہے۔ اس کے سنتے رہنے سے اس کے اندر سے گھنٹہ، شنکھ، بین۔ بانسری کی آوازیں بھی سنائی دیں گی۔ تنبورے کے بجانے سے اس کے اندر آوازیں آتی رہتی تھیں۔ اس میں میرا من لگ جاتا تھا۔ اس تنبورے کی آواز میں بھی مجھے

گھنٹہ، شنکھ، بانسری وغیرہ سنائی دیتا تھا۔ بین سنائی دیتی تھی۔ اُن کے اس حکمت عملی سے میرے من کو شانتی ملتی تھی۔ انہوں نے یہہ طریقہ کیوں بتلایا کیونکہ وہ خود بھی۔ آدی۔ انادی۔ جگادی اوستھاؤں کے رہنے والے تھے انہوں نے انسانی جیون کی ہر اوستھا کو جانتے تھے خود بھی انبھو کیا ہوا تھا۔

اس لئے پورا گورو وہ ہے جو شریک۔ مانسک اور آتمک اوستھاوں کا پورن انبھو گیان رکھتا ہوا۔ دوسروں کی حالت کو دیکھ کر اُپدیش دیتا ہو۔ جس پرکار سارے رنگوں کو اکٹھا کر لیا جائے تو سفید رنگ ہو جاتا ہے۔ اسی پرکار آپ نے شریر من اور آتما کے احساسات (دو چار۔ بھاؤ۔ بودھ) کو اکٹھا کر لیا تھا۔ ان سب کو اکٹھا ہو جانے پر ایک خاص اوستھا ہو جاتی ہے جسے سنت یوں کہتے ہیں۔

سیت سنگھاسن چھتر برا جے
انہد شبد غیب دھن گا جے

میں شریک۔ مانسک اور آتمک احساسات کو ننوا فی صدی اکٹھا نہیں کر سکا مگر ساٹھ، ستّر فی صدی میں ان تینوں اوستھاؤں کو اکٹھا کر سکا ہوں۔ ان تینوں کو اکٹھا کرنے کے بعد میں ایسی اوستھا میں چلا جاتا ہوں جیسے کہ سب رنگوں کو اکٹھا کرنے پر ایک خاص رنگ بن جاتا ہے۔ چونکہ یہہ آدی، انادی جگادی اوستھا ہے۔ اس کے انبھو سے جس نے حاصل کیا ہے۔ اس کے آدھار جگت کلیان کے لئے آواز دے رہا ہوں کہ اس وقت بھارت ورش کے مانو جاتی کے لئے انسانیت ایک ہی ضروری علاج ہے۔

BE MAN ENTIRE WHOLE AND IN EVERY THING

شریک ۔ مانک اور آتمک احساسات (بھاؤ، وچار، بھاؤ، بدھ) کا نام ہی گجھو جال ہے ۔ جو ان کا ماسٹر ہوتا ہے ۔ جس کو ان کا علم ۔ انبھو اور گیان ہے ۔ وہی دوسروں کو بھی صحیح ہدایت کر سکتا ہے ۔ اور صحیح گائیڈ دے سکتا ہے جس طرح مجھکو داتا دیال گائیڈ کیا کرتے تھے ۔ دوسرے لوگ میرے پاس آتے ہیں ۔ اپنے سادھن کی کمی کی شکایت کرتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ تم لوگ حکم نہیں مانتے ہو تم کو فائدہ کہاں سے ہوگا ۔ ایسے مہاپرشوں کا جو ان ادستھاوں کا علم رکھتے ہیں حکم ماننا ہی ٹھیک علاج ہے اور اسی میں منشیہ کا کلیان بھی ہے میں نے یہہ کام درد دل رکھ کر کیا ہے ۔ دیکھو یہاں بجلی کا پنکھا چل رہا ہے بجلی کے انجنیئر کو معلوم ہے کہ اگر کوئی شخص فلاں تار کو ہاتھ لگائے گا تو وہ فوراً مر جائے گا ۔ اس لئے اس نے وہاں پر بورڈ لگا دیا ہے (ساودھان رہو) اس کا مطلب یہہ ہے کہ کوئی شخص اس کو ہاتھ نہ لگائے ۔ کیا اچھا ہوتا کہ مجھکو ست گرو کے پورن گیان کی پراپتی نہ ہوتی ۔ پھر یہہ ہوتا کہ میں کیوں پورن وشواس اور شردھا سے اپنے جیون کو شانت مئے رکھنے کے لئے بے بس ہو جاتا ۔

ست ست گورو کے اور ان کے گیان کے پراپت ہونے سے جب میرے دماغ پر میرے بھائیوں کے میرے دیش واسیوں کے شریک ۔ مانک اور آتمک بھاؤ ۔ وچار ٹکراتے رہتے ہیں اور جب ان کے پرینام کی طرف میری نگاہ جاتی ہے ۔ تو سمجھتا ہوں ۔ کہ ان کا پرنیام دکھ اور اشانتی ہوگا ۔ اسی لئے میں بے بس ہو کر محسوس کرتا ہوں کہ یہہ غلطی ہو رہی ہے ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا

قدرت نے میری پرکرتی کو کیوں ایسا بنایا ہے۔ اور میں کیا کرسکتا ہوں مجھے
من مار کر چپ ہو رہنا پڑتا ہے۔

سنت وہ ہوتے ہیں جن کو شریرک۔ مانسک اور آتمک (بھاؤ۔ وچار،
دھیان اور بودھ) کا گیان ہوتا ہے۔ اس گیان سے وہ دوسروں کی حالت
کو دیکھ کر دکھ کا احساس کرتا ہے۔ انجینئر کو یہ گیان ہے کہ بجلی کو اگر ہاتھ لگایا گیا۔
تو موت واقع ہوگی۔ وہ وہاں پر کوئی بورڈ لگا دیتا ہے کہ ساودھان رہو۔
ہاتھ نہ لگاؤ جیسے چیز کے پرایت کرنے میں میں نے زندگی ساری کھو دی ہے۔ اس کو
حاصل کرنے کے بعد آپ سے کہہ رہا ہوں کہ اگر مجھے یہ گیان نہ ہوتا تو بہت اچھا
ہوتا۔ اب اس گیان کے پرایت ہونے سے مانو جاتی کے بھاؤ اور وچاروں
کے پریام کو دیکھ کر مجھے دکھ ہوتا ہے۔ اس لئے میں سنسار والوں کو کہہ جاتا
ہوں کہ وہ سنت یا ست گورو بننے کی کوشش نہ کریں۔ ورنہ کیا ہوگا۔ وہی جو
داتا دیال (مہرشی جی مہاراج کا) ہوا ہے۔ وہی جو میرا ہوا ہے یعنے دوسروں
کے دکھوں کا احساس ہوتا ہے۔ سب سے اُتم بات تو یہ ہے کہ تم بات کو
سمجھ کر اپنے آپ کو اس شدھ یو تر سرب آدھار کے سمرپن کرتے رہو تم کو
گیان صرف اتنا ہی رہے کہ ہم ہیں۔ اور وہ مالک کل ہمارا سرب آدھار ہے
ہم اس کے ہیں اور وہ ہمارا ہے۔ اس کی گتی وہ جانے۔ اس پرکار سے
اس سنسار میں سکھ اور شانتی مل سکتی ہے۔ وہ سکھ اور شانتی میرے جیسے سنت
ست گورو کہلانے والوں کے پاس بھی نہیں ہے۔ کارن یہی ہے کہ جو گیان میں
نے داتا دیال سے پرایت کیا ہے۔ اس سے یہ انبھو ہو گیا ہے کہ جو جیسا کرتا ہے

اس کا پرنیام اس کو ملتا ہے ۔ میں سنت ست گورو ہو گیا ۔ اپنے احساسات کو چھوڑ جاتا ہوں مگر دوسروں کے دکھوں کا احساس میرے دماغ پر پڑتا رہتا ہے اس سے وہ حالت ابھی تھی جو میں نے پہلے بیان کیا ہے ۔ سنت ست گورو کہتے ہیں ۔ پورن گیان کو پورن گیان والے سب ہی نہیں ہوتے یہ کٹھن کام ہے گورو کا کام ہے ۔

"کٹھن نام ہے کٹھن کام ہے کٹھن فقیر کمائی
جگ کے سب دکھ نا ۔ سن پل میں جب فقیر کوئی آئی"

سنت ست گورو کو قدرت پیدا کرتی ہے ۔ جب کوئی سنت ست گورو پرگٹ ہوتا ہے تو وہ ان سب باتوں کا انبھو رکھتا ہے ۔ دنیا کے دکھوں کو سمجھتا ہے جس نے ان کا انبھو کیا ہوتا ہے ۔ وہی سچا علاج بھی بتلا سکتا ہے دیکھو آپ کسی بوڑھے آدمی کی عزت کرتے ہو ۔ اگر سنجوگ بس وہ ریل کی پٹری پر کھڑا ہوا ہے اور گاڑی آرہی اور تم جانتے ہو کہ گاڑی کے آجانے سے یہہ دب جائے گا تو تم اس کی جان بچانے کا خیال کر کے اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچ لیتے ہو ۔ یا اُسے زور کے ساتھ آواز دیتے ہو ۔ تم وہی بات کرو گے کہ اس کا دھیان پلٹ جائے اور وہ وہاں سے ہٹ جائے ۔ میں نے تم سے پہلے ہی کہا ہے کہ کاش مجھے یہہ گیان نہ تو چونکہ میں آیا ہوں سنسار کے کلیان کے لئے اس سنسار کا بھرشیہ میرے سامنے آرہا ہے جو کچھ ہم کرتے ہیں ۔ جو کچھ ہم سوچتے ہیں ۔ جیسا ہمارا پریم ہے ۔ جیسا ہمارا جیون

جب اس کا انبھو میرے سامنے آجاتا ہے۔ تو میں بیاکل ہو کر پکارتا ہوں۔ میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ دوسرا شخص کیا کہے گا۔ مجھکو قدرت نے اس وقت کے لئے جس حیثیت میں پیدا کیا ہے۔ اس کا پتہ داتا دیال مہرشی شیوبرت لال جی مہاراج کو تھا وہ اپنی بانی میں لکھتے ہیں۔

" تیرا روپ ہے اد بھت اچرج۔ تیری ادتم دیہی
جگ کلیان جگت میں آیا۔ پرم دیال سینہی "

اگر میں اس کام کو نہیں کرتا ہوں تو اپرادھی ہوتا ہوں۔ گورو کا حکم النگھن کرتا ہوں۔ میرے ذمہ جگت کلیان کے کام کی ڈیوٹی ہے۔ دیکھو میرا گیان میرے ساتھ ہے۔ مجھے شریرک۔ مانسک اور آتمک اوستھاؤں کا انبھو بہت دنوں سے ہوا ہوا ہے میں اپنا منھ کالا کر کے اپنے گھر کی گھٹنا ں تا ہوں مجھے ایک وقت (-/-/65) روپیہ تنخواہ ملتی تھی۔ اس وقت تین بچے میرے تھے۔ اور تین بچے بھائی کے تھے۔ ایک استری اور ایک میں۔ گذر مشکل سے ہوتا تھا۔ گھر میں روزانہ جھگڑا رہتا تھا۔ استری کا کوئی دوش نہیں تھا گرست کی ذمہ داری عورتوں پر ہوتی ہیں۔ میرے گھر میں کلہہ کلیش رہتی تھی جس شخص کے گھر میں کلہہ کلیش ہوگی۔ اس کو اس کی سزا ضرور ملتی ہے۔ میرا یہ علم ہے اور یہ میرا انبھو ہے۔ میری استری چونکہ گھر میں کلہہ رکھتی تھی۔ اس لئے میرا دل مجھے کہتا تھا۔ یا تو اس کا پتی مر جائے گا۔ یا لڑکا مر جائے گا۔ اور یہی ہوا۔ کہ میرا چھوٹا لڑکا مر گیا۔ اور اس کی ماں آخری وقت تک اس کو یاد کر کے روتی رہی۔ اب میری عمر (78) ستر پر آٹھ برس کی ہے۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ

اے مالک کُل! تو مجھ پر دیا کر۔ جو کچھ میں نے سیکھا ہے۔ اُسے بھولا دے۔ جو گیان میں نے پراپت کیا ہے۔ جب وہ میرے سامنے آتا ہے۔ تو مانو جاتی کا بھوشیہ خطرہ میں دکھلائی پڑتا ہے۔ اس وقت ایک کہانی یاد آتی ہے کسی راجہ نے کسی سادھو کی سیوا کی۔ اس نے کہا کیا مانگتا ہے۔ مانگ! راجہ نے کہا مجھے دوسروں کے دل کا حال معلوم ہو جایا کرے۔ سادھو نے کہا۔ ایسا ہی ہوگا۔ جب راجہ محل میں گیا۔ تو لڑکی کو دیکھا۔ اس کے دل کا حال معلوم ہوا کہ وہ کسی کے ساتھ بھاگ جانا چاہتی ہے۔ اس نے اپنے منتری کو دیکھا۔ یہ اتپات مچانے سوچ رہا تھا۔ اور راج چھین لینا چاہتا تھا۔ راجہ گھبرا گیا۔

اسی طرح جو کچھ میں نے انبھو کیا ہے۔ اس کے آدھار پر میرا علم مجھے کہہ رہا ہے کہ مانو جاتی کا بھوشیہ خطرہ میں ہے۔ کیوں؟ کیونکہ جس شخص کو جو کچھ ملتا ہے وہ اس کے کرم اور وچار کا پھل ہوتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ راج نیتک۔ دھارمک اور گھریلو جیونوں میں ہر جگہ چار سو (۴۲۰) چل رہا ہے ہر ایک آدمی ڈپلومیٹک ہوتا جا رہا ہے تم بھینیہ" بھینیہ" سرکاروں کو دیکھو باہر سے کچھ اور ہیں اور بھیتر سے اور کچھ ہیں۔ پولیٹیکل لیڈروں کی بھی یہی حالت ہے۔ تم گرہستی ہو تم اپنی گرہستی میں کتنی چالیں چلتے رہتے ہو۔ دھارمک گوروؤں کی بھی یہی دشا دکھلائی دیتی ہے۔ وہ کسی کے اندر جلتے نہیں ہیں۔ گرلیش مالا اور پرتشٹھا ضرور لیتے ہیں۔ اس حالت کو دیکھ کر کہتا ہوں کہ مانو جاتی کا بھوشیہ خطرہ میں ہے۔

اس لئے سنتوں نے ہم کو اس کال اور مایا کے چکر سے نکالنے کے لئے شرت

شبد کا سادھن یا نام کی کمائی بتلایا ہے۔ تاکہ ہماری توجہ اس سنسار کی طرف سے
ہٹ کر ست نام میں لگ جائے۔ اور ہم لوگ دنیا کے جال سے نکل جائیں سنتوں
کی تعلیم سکھلاتی ہے کہ ایسا کرو۔ ویسا کرو۔ ایسا کرو گے تو ایسا ہو جائے گا۔
مگر انبھو بتلاتا ہے۔ کہ نہ کوئی سیدھا ہو کر چلتا ہی ہے اور نہ کسی کو سنت مارگ
پر چلنے کی اچھیا ہی ہے۔ اور نہ کوئی اس کی ضرورت کو محسوس ہی کرتا ہے۔

جتنے سنت مت کے آچارج یا گورو ہیں۔ وہ کیا کرتے ہیں۔ میں نہیں
جانتا مگر وہ زیادہ تر لوگوں کو یہی تعلیم دیتے ہیں کہ تم نام جپا کرو اور تم سنسار سے
مکت ہو جاؤ گے۔ مجھے جو کچھ کہنا تھا۔ میں نے اس کا اشارہ کر دیا ہے۔ میں
نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ کہ دنیا میں مکتی پانے کے خواہشمند یا مایا کال کے چکر سے
بچنے کی اچھیا بہت رکھنے والے بہت ہی کم لوگ ہیں۔ اس وقت کی ضرورت اور
تعلیم انسانیت کا راستہ بتلاتی ہے۔ یہہ میں نہیں کہتا کہ کوئی شخص میری بات ضرور
مانے۔ یہہ تو میرا اپنا کرم ہے۔ جو کچھ کیا میں نے اپنے لئے ہی کیا ہے۔

جولاہا کپڑا بنتا ہے۔ اپنے پیٹ پالنے کے لئے مگر اس کپڑے کو دھوبی
دھوتا ہے۔ وہ بھی دھولائی لیتا ہے۔ درزی کاٹتا ہے اور سلائی کرتا ہے۔ وہ
بھی اجرت لیتا ہے۔ دوکاندار اس کپڑے کو بیچتا ہے۔ منافع کماتا ہے۔ اس طرح
ایک جولاہے کے کام سے دوسروں کو بھی لابھ ہوتا ہے اس میں جولاہے کا کوئی احسان
نہیں ہے۔ میں نے بھی جو کچھ کیا ہے۔ وہ کسی پر احسان نہیں ہے۔ میں نے کسی چیز کے
حاصل کرنے کے لئے اپنا جیون کھویا ہے۔ یہہ کام مجھے دیا گیا تھا۔ میری ہی تکالیف
اور بھرموں کو دور کرنے کے لئے میں داتا دیال کو تنگ کیا کرتا تھا۔ سنہ ۱۹۱۹ء کی

بات ہے جب چوبیس ۲۴ گھنٹے میں نے ان کو تنگ کرتا رہا۔ روتا رہا اور ان کے پیچھے پڑ گیا کہ نج سروپ کا درشن کرا دو۔ تب انہوں نے کہا کہ کل صبح کو تمہیں نج سروپ کا درشن کرا دیں گے۔ دوسرے دن پراتہ کال انہوں نے میرے پاؤں پر اپنا منتھا ٹیکا۔ پانچ پیسے اور ناریل میرے ہاتھ میں تھما دیا۔ اور کہا کہ تم ست سنگ کرایا کرنا۔ ست سنگیوں کے روپ میں تم کو درشن ہو جائیں گے۔ آج میں یاد کرتا ہوں اب کے گورو میں نے دیکھے ہیں۔ مگر دھنیہ تھے داتا دیال! مجھ جیسے اگیانی جیو کو گیان دینے کے لئے اتنا اونچا ماتھا جس میں پرمارتھ کا خزانہ بھرا ہوا تھا۔ وہ میرے پاؤں پر رکھ دیا۔ اس کام سے میرے بھرم دور ہو گئے۔ کبیر صاحب کا شبد بھی یہی بات کہتا ہے۔

"بلہاری جاؤں اپنے گورو کی۔ جن کیا میرا بھرم دور"

اب میرا اندر اور باہر ایک جیسا ہے۔ وہ میرا بھرم کیسے دور ہوا۔ کہتا ہوں۔ آج ایک لڑکی میرے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔ وہ کہتی ہے کہ باباجی چار سال سے میں آپ کی بھگتی ہوں۔ میری جتنی مصیبتیں تھیں سب ایک ایک کر کے حل ہوتی گئی ہیں۔ آپ ہر وقت میرے ساتھ رہتے ہیں۔ مگر یہ فقیر اسے جانتا تک نہیں ہے۔ اسی طرح دہلی کے گپتا صاحب کی استری بھو بتاتی ہے کہ جب کوئی کشٹ ہوتا ہے۔ میں آپ کے فوٹو کے سامنے کھڑی ہو جاتی ہوں۔ وہ مجھے مانتی ہے۔ اس کا کام بن جاتا ہے۔ مگر مجھے کوئی پتہ نہیں ہوتا ہے۔ کوئی وقت تھا۔ جب میں بھی ایسا ہی سمجھا کرتا تھا کہ داتا دیال (مہرشی شیو جی مہاراج) میری ہر پرکار کی سہایتا کرتے ہیں۔ اس وقت انہوں نے میرے نام ایک

شبد لکھا تھا۔

شبد

کیوں بھرما نقیرا کیوں بھرما نقیر۔ کاہے دیوانہ ہو گیا
گورو چرن گہا۔ گورو چرن گہا ہے ٹھور ٹھکانہ ہو گیا
نہیں ہوئے اکاج۔ نہیں ہوئے اکاج۔ جسم پھند کٹا نا ہو گیا
کیوں بکل ہوا۔ تن بکل ہوا۔ گنگا اشنانا ہو گیا
تن بکل ہوا۔ تن بکل ہوا۔ گنگا اشنانا ہو گیا
ست سنگ میں آ۔ ست سنگ میں آ جپ تپ اور دھیانا ہو گیا
کیا نیم دھرم۔ کیا نیم دھرم جب ست کا گیانا ہو گیا
نت نت کا کرم۔ نت نت کا کرم۔ رادھا سوامی گن گانا ہو گیا

اس وقت مجھے سمجھ نہیں تھی۔ میں بھرم میں پھنسا ہوا تھا۔ اب سمجھتا ہوں کہ جتنے بھی آدمی کسی دوسرے کی اپاسنا کرتے ہیں۔ وہ سب کے سب بھرم میں گرست ہیں مجھے بھی پوجنے والے لوگ بھرم میں پھنسے ہوئے ہیں مگر جو مجھے پوجتے ہیں وہ اپنا کام بنا لیتے ہیں۔ یہ ان کا وشواس اور شردھا بھاؤ ہے۔ اگر میں اس بات کو پردہ میں رکھتا ہوں اور تم جیسے بھولے بھالے استری پرشوں سے روپیہ بٹور اپنا گھر بھرتا ہوں۔ تو میں کہاں جاؤنگا۔ تم ہی بتلاؤ۔

ایسی ایسی ہزاروں گھٹنائیں میرے سامنے روزانہ آتی رہتی ہیں۔ ان انبھوؤں کے آدھار پر میں مجبور ہو گیا ہوں کہ آپ لوگوں کو اصلیت بتلاؤں

تاکہ تم لوگ بھرم میں پھنسے نہ رہو

اگر فقیر کی شبد سماوناؤں میں کچھ شکتی ہوتی ہے تو جن لوگوں نے مجھے گورو مانا ہوا ہے میں ان کو دعا دیتا ہوں کہ جس طرح سے میرے شنکائیں بھرم سارے دور ہوگئے ہیں۔ اور میں آزاد ہوگیا ہوں۔ مالک کرے تم کو بھی یہی شبد گیان حاصل ہو جائے۔ اور تم بھی سارے بھرموں سے آسانی کے ساتھ رہت ہوجاؤ۔

جس بات کے سمجھنے پر میرے بھرم دور ہوگئے ہیں۔ میں آپ لوگوں کو وہ راز۔ وہ رہسیہ۔ وہ بھید بتلا سکتا ہوں۔ تمہارے بھرم کس نے دور کئے ہیں؟ انبھو نے۔ گیان نے۔ وویک نے۔ یہہ انبھو گیان اور وویک تم لاکھ کوشش کرو کہ آپ ہی آجائیگا۔ بہت کٹھن بات ہے۔ اس کو بتانے والا کوئی جننا جاگتا پرتکش ہونا ہے۔ اگر میں داتا دیال کے چرنوں میں نہ گیا ہوتا تو اس گیان کا مجھے کبھی بھی پتا نہیں لگتا۔ یہہ باتیں عام پبلک کے لئے نہیں ہوتیں ہیں۔ میں دوسروں کے چتانے کے لئے آیا ہوں۔ مگر جو لوگ ابھی ابتدائی اوستھا میں ہیں۔ ان کو میرے پاس سے کوئی لابھ نہیں پہونچ سکتا ہے اس کے درجات ہوتے ہیں جب تک نیچے کے درجات پاس نہ کر لوگے تم اونچے درجات میں جا نہیں سکتے ہو۔ اگر کوشش بھی کروگے تو نقصان اٹھاوگے پھر نہ ادھر کے رہوگے نہ ادھر کے رہوگے دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔ میں بات سچی کہہ رہا ہوں۔ اگر تم مجھ سے یہہ آشا کرو۔ کہ میں تمہاری لیول پر آکر بات چیت کروں۔ تو یہہ میرے لئے بہت کٹھن بات ہوگی۔ میں اب بوڑھا ہوگیا ہوں۔ میں گڈا گڈی کے کھیل نہیں کھیل سکتا۔ میرے لئے گورو نے جگت کلیان کا کام دیا ہوا ہے۔ اس لئے میں نے

ان گیست ہاؤسوں کو بائیکاٹ کر دیا ہے۔ کیونکہ عبارت ورش اس دھارمک
بھاؤں اور وچاروں کے کارن بہت کچھ اذیت سہہ چکا ہے۔ ہندو جس ڈھنگ
سے اور کرشن رام کو یا مسلمان محمد صاحب کو مالک کل یا پرماتما مانتے ہیں۔ رادھا
سوامی مت والے یا سکھ گورو کو مانتے ہیں۔ وہ ان کا اپنا اپنا وشواس ہوتا ہے
ہر ایک آدمی کا اپنا اپنا وشواس ہوتا ہے۔ اصلیت کچھ اور ہے اور اگیان
کے کارن منشیہ جاتی دھارمک وشواس کے سبب آپس میں بٹی ہوئی ہے میں اس
رلیجیہ کو بائیکاٹ کر چلا ہوں تاکہ آگے آنے والی سنتان اگر سمجھ بوجھ سے کام
لے گی اور اصلیت کو سمجھے گی تو ان دھارمک وشواسوں کے کارن جو آپس
میں بٹی ہوئی ہے اس بھید بھاؤ کو دور کر کے چین سے رہ سکیگی۔ آپ
لوگ میرے بھاؤ کو سمجھئے۔ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ میں کسی گدی کے خلاف
نہیں ہوں نہ میں ہندو مسلمان کے خلاف ہوں میری نیت صرف یہہ ہے کہ
منشیہ جاتی میں آپس میں ایکتا آجائے۔ ان کا اگیان دور ہو جائے۔ یہہ لوگ
اپنا اپنا جیون سکھ اور شانتی سے ویتیت کر سکیں۔ یہی بات ڈاکٹر
رادھا کرشنن بھی چاہتے ہیں بہ حیثیت پریسیڈنٹ کے میں ڈاکٹر رادھا کرشنن صاحب
کا کوششوں کو سراہتا ہوں۔ مگر بہ حیثیت ایک بھائی کے کہونگا کہ جب تک سنت مت
کی تعلیم جسے ست کبیر صاحب نے۔ گورو نانک صاحب اور پرم دیال رادھا سوامی
صاحب نے دیا ہے اور میں نے جو انسانیت کی آواز اٹھائی ہے۔ جب تک
سارے دیش میں انسانیت نہ آجائے گی۔ اصلی روپ میں ایکتا کا ہونا یا دھارمک
بھید بھاؤ کا مٹنا بہت کٹھن بات ہے۔

میں نے اپنے جیون کا پارٹ ادا کر دیا ہے۔ سنت ست والے رادھا سوامی مت والے نانک پنتھی ۔ کبیر پنتھی ۔ بھارت سرکار اور پبلک میری بات سنے یا نہ سنے مگر میں اپنے انبھو گیان کے آدھار پہ اصلیت کو ظاہر اور بیان کر چلا ہوں ۔ اسے ماننا یا نہ ماننا یہہ تمہارے سمجھ کی بات ہے۔

(ختم ہوا دوسرے دن کا ست سنگ شام کے وقت کا)

بیساکھی کا ست سنگ تیسرے دن صبح کا

مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۶۶ء شکروار

دنیا میں جہاں تک میرا انبھو ہے ہر ایک آدمی بھول بھرم میں پھنسا ہوا ہے ۔ اور اپنی اپنی دھن میں مست نظر آتا ہے ۔ میں بھی بھرم میں عرصہ تک پھنسا رہا ۔ داتا دیال کا بڑا احسان ہے کہ جنھوں نے مجھے گورو پدوی دیکر انبھو کرا دیا ہے ۔ اور میرے بھرم سارے توڑ دیے ہیں ۔ اکثر دکھی لوگ میرے پاس آتے ہیں جب کسی کے دکھ ادھک ہو جاتے ہیں تو مجھے اس شبد کا احساس

ہو جاتا ہے۔

"تو تو آیا نردھی میں۔ دھر فقیر کا بھیسا"
دکھی جیوؤں کو انگ لگا کر۔ لے جا گورو کے دیسا"

تو پھر میں اپنے آپ سے کہتا ہوں۔ کہ فقیر بن گیا۔ ان کے دکھوں کا علاج کر۔ مگر جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ داتا دیال نے میرے ہی بھرم دور کرنے کے لئے یہ ست سنگ کا کام میرے سپرد کیا ہے۔ پھر بھی سوچتا رہتا ہوں کہ دوسروں کے دکھوں کا علاج میں کیسے کر سکتا ہوں۔

علاج کیسے ہوتا ہے۔ علاج دوا اور پرہیز سے ہوتا ہے۔ اگر کوئی روگی دوا نہیں کھاتا ہے۔ پرہیز نہیں کرتا ہے تو کیا کوئی حکیم اس کا علاج کر سکتا ہے؟ اگر کر سکتا ہے تو بتاؤ! پہلے جاننا چاہئے کہ اُن دکھوں کا مول کارن کیا ہے وہ ہے لوگوں کی اگیانتا۔ بنلتا اور ابلتا۔ اس کا علاج ان کارنوں کو دور کرنا ہے جس کے سبب شریر دربل ہو گیا ہے کمزور ہو گیا ہے۔ اور وکاری ہو گیا ہے جس نے وشئے وکار کا جیون کاٹا ہے۔ اسے کوئی حکیم یا مہاتما بھی پورن روپ سے باصحت نہیں کر سکتا ہے ارنمھات پرم شانتی (PEACE) کی حالت حاصل کرنا اس کے لئے مہا کٹھن ہے۔

یہ سنسار ایسا ہی ہے۔ دکھی لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ مجھے بھی دکھی کرتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے بابا جی میرے بھائی کو تکلیف ہے۔ کسی کے بچے کو کشٹ ہے۔ کسی کی استری بیمار ہے۔ کیا ان کشٹوں سے مہاتما لوگ بچے ہیں؟ کون سنت ہے جس کے گھر میں کسی نہ کسی کی موت نہیں ہوتی ہے یا کوئی نہ کوئی بیمار

نہیں ہوا ہے پھر اس کا علاج کیا ہے۔ تلسی داس جی مہاراج فرماتے ہیں

دھیرج دھرم متر اور ناری
آپت کال پرکھئے چاری

دُکھ اور مصیبت کے سمے میں اگر کوئی تمہارا سہایک ہو سکتا ہے تو وہ تمہارا اپنا ہی کرم ہے۔ جو کرم تم نے کئے ہیں۔ ان کا پھل تم کو بھوگنا ہی پڑتا ہے۔ ابھی ایک آدمی۔ اپنی بچی کو لیکر آیا۔ وہ اپنے دُکھ سے رونے لگا۔ کون شخص کسی کے دکھ سنتا ہے۔ جو دکھی لوگ میرے پاس آتے ہیں میں ان کے دکھ سن سن کر خود بھی دکھی ہو جاتا ہوں تب میں اپنے انتر میں چلا جاتا ہوں اور اپنے آپ سے پوچھتا ہوں کہ اے فقیر! کیا تو کسی کے لئے کچھ کر سکتا ہے۔ میں یہی کر سکتا ہوں کہ اپنی شبھ بھاونائیں تم کو دوں۔ اگر کسی کو کچھ فائدہ ہو جاتا ہے تو بھگوان اس کی مدد کرتا ہے۔ کبیر صاحب کی بانی ہے۔

"نہ کچھ کرا نہ کر سکا۔ نہ کرے جوگ شریر
جو کچھ کرے سو ہری کرے، بھو کبیر کبیر"

کئی آدمیوں کے کام بن جاتے ہیں۔ میں اس میں کچھ نہیں کرتا، پرنتو یہہ لوگ یش مجھے دیتے ہیں۔ جو لوگ بات کو پردہ میں رکھ کر کہتے ہیں۔ اور کرتے دھرتے کچھ نہیں ہیں۔ وہ لوگ یش کو آپ لے لیتے ہیں۔ میں ان لوگوں کے ساتھ سہمت نہیں ہوں۔ یہہ یش پانا۔ جنم اور مرن منشیہ کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ تلسی داس جی مہاراج فرماتے ہیں۔

"سنو بھرت ہجاوی پربل۔ بلکھ کہی منی رائے
ہانٔ لابھ جیون مرن یش اپجیش بدھی ہاتھ"

جیو چونکہ نبل ہے۔ ابل ہے اور بے سہارا ہے۔ وہ سہارا چاہتا ہے۔ دھنیہ ہیں وہ مہاپرش جو ان جیوؤں کو سہارا دیتے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کونسی ایسی جگہ ہے جہاں پر دائمی سکھ نصیب ہوتا ہے یا (ETERNAL PEACE) ملتا ہے۔ دائمی سکھ اس کو اس وقت ملتا ہے جب وہ سمجھ لیتا ہے کہ اس سنسار میں کہیں سکھ نہیں ہے۔ یہ میرا اپنا انبھو ہے۔ یہی بات داتا دیال نے مجھے لکھی تھی۔ یہہ دنیا ایک ہنڈولا ہے۔ کال کا چکر ہے۔ یہہ سکھ کا استھان نہیں ہے۔ اس لئے اس کال کے چکر کو سمجھ کر۔ وہاں رہنے کا یتن کرو جہاں پر کال نہیں ہے۔ کسی کا سارا جیون کبھی ایک رس نہیں رہا ہے۔ اور نہ رہ سکتا ہے۔ بیماری آتی ہے۔ دُکھ سُکھ ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ میں بھی سمجھتا تھا کہ میرا سارا جیون سکھ میں وتیت ہوگا۔ مگر ایسا انبھو مجھے نہیں ہوا ہے۔ اس کال کے جگت میں رہتے ہوئے ایک آسان طریقہ ہے جس سے تم لوگ ان دکھوں سے بچ سکتے ہو۔

داتا دیال نے پانچ ہزار کتابیں دوسروں کو سمجھانے کے لئے ہی لکھی ہیں اس وقت تین ماسک پتر میرے بچنوں کو پرکاشت کرتے ہیں۔ ان بچنوں کا ٹیپ ریکارڈ بھی کیا جاتا ہے۔ مگر تم ہی بتلاؤ کتنے لوگ اس سے تر گئے ہیں۔ اس لئے جب تک سچی سمجھ نہیں آجاتی ہے کبھی سچا گیان نہیں ہو سکتا ہے تب تک تم کو نہ فقیر ہی تار سکتا ہے اور نہ کوئی گورو ہی۔ دُکھ سے چھٹکارا آپ

وقت ہوگا۔ جب انجھو گیان سے تم یہ جان جاؤ گے کہ سنسار میں رہتے ہوئے سارا جیون ایک رس نہیں رہ سکتا ہے۔ میں سکھ کی چاہ میں داتا دیال کے پیچھے پیچھے مارا مارا پھرا کرتا تھا۔ اس وقت مجھے سمجھانے کے لئے یہ شبد لکھا گیا تھا۔ تم لوگ اس شبد کو غور سے پڑھنا تاکہ اصلیت کی سمجھ تم کو مل جائے

شبد

کال چکر ایک ہنڈولا ہے
کال چکر ہے یہ ہنڈولا۔ جھولا چرج پیارا
سب کوئی جھولے جھولا چڑھ کر۔ کال جھولاون ہارا
چاند سور دواؤ گگن میں جھولے۔ جھولے نو لکھ تارے
جیو جنتو پرتھوی میں جھولے۔ نر پشو سکل بچارے
راجا جھولا، رانی جھولی اور پرجا سمودائی
برہما وشنو۔ مہیشور جھولے۔ جھولی سب دنیائی
لکشمی جھولی۔ درگا جھولی۔ گایتری مہارانی
دیوا جھولے دیوی جھولی۔ پنچ تتھل اگنی پانی
کال بھی جھولا اپنے جھولے۔ تیرسٹی پر لے کو دھارے
وہ بھی بچا نہ کال سے اپنے۔ جھولا جھولے سارے
چڑھی پتنگ تب اونچے آئے۔ اُتری نیچے ٹھہری
کبھی ملے تو جھمگٹ دیکھو۔ بچھڑکے ہو گئی نیاری

جو ستو جھو لتی ہے۔ وہ تمہارا اپنا خیال ہے۔ بھاؤ ہے۔ وچار ہے اور آشائیں ہیں جب تک کوئی آدمی اس من کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ اپنی باسناؤں اور ترنگوں میں بہہ رہا ہے۔ وہ اس کال چکر سے بچ نہیں سکتا۔

یہہ دیوی دیوتا قدرت کی شکتیاں ہیں۔ ان کے بنانے والا ہے سنکلپ ہے چاہے وہ سنکلپ برہمانڈی من کا ہو یا تمہارے پنڈی من کا یہہ رچنا کرتا ہی رہے گا۔ جیسی جیسی جیو کی آشا ہے سنکلپ ہے۔ ویسا ویسا ہو رہا ہے یہاں جو کچھ ہو رہا ہے۔ کیا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ نہیں! یہہ جتنی رچنا ہے یا جو کچھ ہو رہا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا جیون۔ ہمارے سکھ دکھ۔ یہہ سب کرم کے آدھین ہیں۔ اور میں بھی ایسا ہی سمجھتا رہا ہوں۔ ڈاکٹر سرداری لال خون کا ٹیسٹ کرتا رہتا ہے۔ اس میں مجھے کیٹاگن دکھائی پڑتے ہیں۔ جو ایک دوسرے کو کھاتے رہتے ہیں۔ مرتے کھپتے ہیں۔ میں کئی بار سوچتا رہتا ہوں کہ اے فقیر! شاستر بھی یہی کہتے ہیں کہ یہہ ہمارے کرموں کا پھل ہے ٹڈی دل آتا ہے لوگ اوپر سے ہوائی جہاز سے ٹڈی دل کو مارتے ہیں نیچے کھائیاں کھود کر ان کے بچوں کو مارتے ہیں۔ انہوں نے ایسا کون کرم کیا ہے جس کی سزا ان کو مل رہی ہے میرے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہے۔ ہم تم کہتے ہیں کہ ہم کو سزا ملی ہمارے اپنے کئے کرموں کی یہہ اس جنم کے کرم ہوں یا اس جنم کے ہماری سنتان چلی گئی کتنے ہی کیٹاگن ایسے ہیں جو روزانہ مرتے کھپتے رہتے ہیں اسلئے میں اس پرنیام پر آیا ہوں کہ یہہ سب کال کا چکر ہے۔ اور یہہ ایک وچتر کھیل ہے۔

ایک دشا میں نت جو برتے ۔ کوئی نظر نہ آیا
پیر پیغمبر قطب اولیا ۔ رشی منی بچ نہیں پایا
پانی بجھیا بھاپ کی صورت دھایا گری کیلاشا
برف بنا ۔ دھار بہہ نکلی ۔ نیچے کیا تو اسا

اُن سب میں جان ہے ۔ پانی کی بوند میں ہزاروں کیٹاگن ہیں ۔ جب پانی بھی بھاپ بن کر اڑ جاتی ہے ۔ وہاں پر بھی ہزاروں کیٹاگن مرتے ہیں ۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ سوئے کیٹاگن کے یہاں ہے ہی کچھ نہیں تمہاری درشٹی کام نہیں کرتی تو نہ سہی! مگر اصلیت یہی ہے یہاں پر بدھی کام نہیں کرتی ۔ جیون کا سارا سمبندھ جہاں تک ہے وہاں تک اونچ نیچ ۔ دکھ ۔ سکھ سبھی موجود ہیں ۔ کوئی بھی اس سے بچ نہیں سکتا ہے ۔

نیچے بھی نہیں رہنے پایا ۔ پھر اونچے کی آشا
ہم تو دیکھی کھلی درشٹی سے ۔ اچرج عجیب تماشا

میں نے جو کچھ بھی انبھو کیا ہے ۔ اس کا تھوڑا ثبوت دیدیا ہے ۔ جہاں بھی جیون ہے وہاں پر دکھ سکھ موت اور زندگی سب قدرتی ہیں ۔ مانا کہ وہ ہمارے کرموں کے پھل ہی ہوں ۔ مگر میری بدھی اس کا ننے نہیں کر سکی ۔ نارائن داس (ہوشیارپور) کے یہاں ایک بھینس ہے وہ بہاتی ہے ۔ جو بچہ اس کے پیدا ہوتا ہے ۔ وہ دس پانچ دن کے بعد مر جاتا ہے ۔ یہ بھینس چھ بار اب تک جنی ہے ۔ ہر بار اس کے بچے مر گئے ہیں بھینس ٹپ ٹپ روتی اور آنسو بہاتی ہے ۔ ہم سوچتے ہیں کہ یہ ہمارے کرم ہیں جن کا پھل ہم کو ملتا ہے ۔ مگر بھینس کے کیا کرم ہوں گے ۔ دماغ اس جگہ فیل ہو جاتا ہے کرم کی تھیوری میری سمجھ سے باہر ہو گئی ہے ۔ ابھی ہرن دوڑ رہی ہے ۔ شکاری

آتا ہے یا شیر آجاتا ہے۔ اور ہرن کو مار دیتا ہے پھر ماننا پڑتا ہے۔

نہ کچھ کیا نہ کر سکا۔ نہ کرنے جوگ شریر
جو کچھ کیا سو ہری کیا۔ بہیو کبیر کبیر

یہہ سب کال کی رچنا کے کھیل ہیں۔

لکڑی جل کر کوئیلا بھئی۔ کوئیلا راکھ اور ماٹی
ماٹی ماٹی بھی نہیں ٹھہری۔ بنی کا نچھ اور لاٹھی
وشٹھا انّ۔ انّ بھیا وشٹھا سوئی سب کوئی کھائے
یہہ پرپنچ ہے ادبھت نیارا۔ کوئی برلا لکھ پاوے
جاگرت سپن سوشپتی لیلا۔ کبھی ایسی کبھی ویسی
یہہ سب کال بلی کی مایا۔ کبھی جیسی کبھی تیسی
پنڈت کبھی اناڑی ہوتے۔ کبھی اگیانی گیانی
کبھی جڑ چل چل چیتن ٹھہرے۔ کبھی چیتن جڑ جانی
سمکت بنے کچھو نہیں آوے۔ من بانی الانی
کوئی کیسے سمجھاوے کس کو سمجھے کوئی گورو گیانی

یہہ شبد داتا دیال نے ۱۹۲۱ء میں میرے نام لکھا تھا۔ جب میں پروانہ بن کر ان کے پیچھے پیچھے پھرا کرتا تھا۔ اس شبد میں انہوں نے میرا نام لکھا ہے سوچتا ہوں کہ اے فقیر! تو نے کرم فلاسفی پر کیا کچھ نہیں لکھا ہے کیا یہہ ٹھیک ہے میرے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔ میں فیل ہو گیا۔ جو کچھ سمجھ میں آیا وہ یہہ ہے کہ اس دنیا میں سکھ چین نہیں ہے۔ اس کی لیلا وچتر ہے کیسی رچنا ہے

پیر پیغمبر نے اس کا پار نہیں پایا ہے۔ یہہ سمجھ کر دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ ہو رہا ہے۔ اپنی توجہ کو کسی استھان پر رکھنا ہے۔ جہاں سنسار نہ بھائے یہی بات داتا نے کہے تھے۔

ایک دشا میں کوئی نہ برتے۔ کبھی بیٹھا کبھی دوڑا
کبھی تھکا کبھی سو با لیٹا۔ کال چکر آتی جوڑا
جھولے کی ہے وچتر کہانی۔ کتھا وارتا نیاری
نر کو ہم سمجھا دن آئے۔ سنے نہ بات ہماری

مجھے سمجھاتے سمجھاتے داتا دیال تھک گئے مگر بات میری کھوپڑی میں بیٹھتی نہیں تھی میں برہمن تھا۔ برہمن کرم کانڈ ہوتے ہیں میرے اندر رشیوں کی سنتان کے سنسکار تھے میں کہاں جاتا۔ ساراجیون پاپ پنیہ کے جھگڑوں میں پڑا رہا انبھو بتاتا ہے کہ جو لوگ ستیہ وادی ہوتے تھے۔ ان کو بھی دکھ ہوا ہے جو بن آتما ہے وہ بھی مصیبتوں اور آپتیوں کے شکار ہوئے ہیں۔ یہاں منشیہ کس بات کا دعوے کرے۔ افسوس ہے کہ میں زندگی میں داتا دیال کو سمجھ نہ سکا۔ کہ وہ کون تھے۔ میرا پریم ان کے ساتھ سمبندھ اوک تھا۔ جو وہ سمجھانا چاہتے تھے اسے اس وقت میں سمجھ نہ سکا پھر بھی ان کی دیا رہی کہ بات سمجھ میں آ گئی۔

دکھ سکھ سکھ دکھ دونڈ یا را دوند سے پیار بڑھا یا
دوند بھاؤ سے جگت رچایا۔ دوند کے پھانس پھنسا یا
من، بدھی اور چت ہنکارا سو جھولے کی لہری
دولڑ۔ ترلڑ۔ چولڑ بن گئی۔ جیو نبل کو چکرا

ہم کو من۔ بدھی۔ چت اور اہنکار کے پرے جانا ہے۔ سنت اسی کو دسواں دوار کہتے ہیں

جکڑ یانے مایا کے پھندے میں اووے اور چلائے
شور مچاوے۔ پھر بلاوے۔ چھوٹن کی کچھ بدھی نہ پائے

میں رویا کرتا تھا۔ مجھکو کسی چیز کی تلاش تھی۔ ہم روتے ہیں۔ چلاتے ہیں۔ اگر ہمارے رونے میں اور چلانے میں سچائی ہے تو داتا دیال مدد کرتے ہیں۔

تب دیال کو دایا لاگی۔ سنت روپ دھر آیا
رادھا سوامی اچل مقامی۔ سالگ رام کہایا

سنت کیا کرتے ہیں ؟ وہ جیووں کو اُپدیش دیکر۔ گیان دیکر اس جگت سے پرے لے جاتے ہیں۔ کیونکہ جب تک تم میں من۔ بدھی۔ چت۔ اور اہنکار ہیں ان کا کھیل جنم، مرن، دُکھ سُکھ۔ آس اور نراس ہے۔ منشیہ۔ پشو پکشی کوئی بھی ان سے نہیں بچا ہے۔ سب ایک ہی چکی میں پس رہے ہیں۔ کبیر صاحب کا کتھن ہے۔ رام کی چکی چل رہی ہے۔ سارا جگت اس میں پس رہا ہے۔ تم لاکھ رام کو یاد کرو۔ جپ تپ اور دان کرو۔ مگر کیا تم موت سے بچ سکتے ہو۔ بڑے بڑے رشی منی ہو چکے ہیں کیا وہ مرے نہیں ہیں۔ کورو پانڈو چلے گئے کرشن بھگوان بھی پانڈوؤں کو نہ بچا سکے۔ یادو سارے کے سارے مارے گئے۔ اس رام نام کے جپنے سے تم کو من کی شانتی ضرور ملتی ہے (MENTAL PEACE)۔

ست سنگ میں آکر ہیں اس بات کی سمجھ پراپت کر لینا ہے۔ کہ اس سنسار میں کچھ نہیں ہے۔ اب جو ہو رہا ہے۔ اور جو ہونا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ پھر دنیا میں رہتے ہوئے دُکھ سُکھ سہتے ہوئے کسی بات کی چنتا نہیں کرنی چاہئے۔ اس لئے گورو

کا درجہ بھگوان سے بڑا ہے۔ کیونکہ اس کی دیا سے ہم دنیا میں سکھ دکھ سہتے ہوئے بھی اس کی پرواہ نہیں کرتے ہیں۔ کہا گیا ہے۔

گورو گووند دوئوں کھڑے۔ کس کے لاگوں پائے
بلہاری گورو دیو کی۔ جن گوبند دیا لکھائے

وہ گورو گیان ہی تھا۔ جس نے گورو تیغ بہادر کو گرم گرم ریت کے بیچ بیٹھے ہوئے وچلت نہیں ہونے دیا۔ اس لئے گورو گیان کی مہما ہے۔ اس پرورتی شیل جگت میں جو کچھ ہو جائے وہ تھوڑا ہے۔ جو کچھ ہو رہا ہے سب اس کا کھیل ہے۔ پھر تمہارا رکشک کون ہے۔ ست گورو کا گیان! ست گورو نہیں! بلکہ ست گورو نے جو کچھ سمجھ بوجھ ست سنگ میں تم کو دی ہے۔ وہ ست گیان تمہارا رکشک ہے اس گیان کو پراپت کرانے کے لئے داتا دیال نے مجھے گورو پدوی دی تھی۔ میں گورو نہیں ہوں۔ پیر جتنا انہوں نے میرے ساتھ کھیل کھیلا ہے۔ مجھ کو ست گیان دینے کے لئے ہی کھیل کھیلا ہے۔

نر شریر میں پرگٹ آ کر۔ جیو وں بہت چتایا
جو کوئی جیو شرن میں آیا۔ اپنا کر اپنایا

تم لوگ بھولے ہوئے ہو۔ سنتوں سے پتر مانگتے ہو۔ دھن مانگتے ہو۔ اور دنیا مانگتے ہو۔ سنت کی مہما یہ ہے کہ وہ تم کو کال کرم کے چکر سے نکال دیتا ہے۔ وہ کیسے نکالتا ہے؟ گیان دیکر۔ سچی سمجھ دیکر تم کو انبھو کرا کے مگر اس گیان کے ادھیکاری آپ لوگ نہیں ہیں۔ بڑے بڑے پرانے چیلے بھی اب تک ادھیکاری نہیں نکلے ہیں۔ کسی کو کیا کہنا ہے۔ میں بھی نہیں نکلا تھا۔

اب پچھلی عمر میں آکر آپ لوگوں کی دیا سے سکھی ہوں۔ یہہ نہیں کہ مجھے کچھ مل گیا ہے۔ مجھے یہ بات سمجھ میں آگئی ہے اور ابنجھو گیان ہو گیا ہے کہ یہہ رچنا ہی ایسی ہی ہے۔

کبھی یہہ خیال تھا کہ ہم نے جو جو کرم کئے ہیں۔ یہہ پھل لائے گا۔ مگر اب بدھی کام نہیں کرتی ہے کہ یہہ کہاں تک سچ اور ٹھیک ہے۔ میں نے دونوں مہا یدھ دیکھے۔ جب دیش سوتنتر ہوا۔ پاکستان بنا۔ گھور رکت پات ہوا۔ اس سے آنکھیں میری کھل گئیں۔ جب سے دنیا بنی ہے۔ کون وقت ایسا ہوا ہے کہ یدھ نہیں ہوئے۔ پھر دیوتا اور راکشسوں کی بھی لڑائی ہوئی ہے۔ کبھی شیوجی مہاراج کو کمانڈنگ چیف بننا پڑا۔ کبھی کرشن بھگوان کو رتھ چلانا پڑا۔ یہہ کیا وچتر پرپنچ ہے۔ تم غور کر کے اس کو سمجھو۔ تب بات سمجھ میں آئے گی۔

سن فقیر یہہ گورو اپدیش۔ میں بھی تجھ کو سناؤں
بات جو میری من سے مانے اس جھولے سے بچاؤں

دکھ اس سے بچنے کی چاہ میں میں داتا دیال کے پاس گیا تھا۔ وہ مجھے اپدیش دیتے ہیں۔ کہ تم میری بات کو سنو۔ تو میں تم کو اس جھولے سے بچا دوں گا۔

کھیل کھلاؤں سوگم سوہیلا۔ سرت شبد مت گاؤں
کمال ہنڈولے سے تو باچے۔ ودھی وچتر بتلاؤں

کہتے ہیں۔ اے فقیر سن میری بات کو۔ میں تجھے کھیل کھلاتا ہوں۔ یہہ گوروائی جو تجھے دی گئی تھی۔ وہ اس جنون کے ابنجھو کے لئے ہی کھیل کھلانا ہے۔

کر ست سنگ بویک سے گورو کا۔ گورو دیال ہت کاری

سادھو بن کر سادھ ہے یکتی۔ جب جھوٹے سے یاری

وہ کہتے ہیں۔ سوچ سمجھ کر بویک سے ست سنگ کر۔ میں بھی وہی بات کہتا ہوں۔ کہ تم لوگ سوچ سمجھ کر ست سنگ کیا کرو یہ نہ ہو کہ فقیر کو دو کیلے دے دئے۔ پھول چڑھایا۔ متھا ٹیک دیا۔ اور کہنے لگے کہ درشن گورو مہاراج کا کر آئے۔ اور ان کا ست سنگ بھی کر لئے۔ اس وقت جتنے ست سنگ بھارت ورش میں ہوتے ہیں۔ اتنے ست سنگوں سے منشیہ جاتی کا کلیان ضرور ہو گیا ہوتا۔ مگر بڑا ماننے کی بات نہیں ہے۔ ان ست سنگ کرانے والوں نے لوگوں میں دویش۔ ایرشا۔ گھرنا۔ اور پکشپات بھر دیا ہے۔ میں دوسروں کی بات نہیں کہتا۔ خود رادھا سوامی مت والوں کی آج کل یہی دشا ہو رہی ہے۔ اپنی اپنی دف بجاتے ہیں اور اپنا اپنا راگ گاتے ہیں۔ تم دوسرے لوگوں کو بھی لے لو۔ وہاں بھی یہی حالت اور جھگڑے مچے ہوئے ہیں پھر سنسار کا کلیان کیسے ہو سکتا ہے۔ خود سوامی جی مہاراج کا کتھن ہے

ست سنگ کرتے بہت دن بیتے۔ اب تو چھوڑ پرانی بان

کب لگ کرے کو ٹلتا گورو سے۔ اب تو لے گورو کو پہچان

جس گورو نے بھوساگر پار کرنا ہے۔ وہ نہ تو فقیر چند ولد مست رام ہے اور نہ کوئی گورو مہاراج ہے۔ وہ کوئی اور شکتی ہے جسے گورو گیان کہا جاتا ہے۔ وہ کون ہے جسے گورو کہا جاتا ہے۔ میں تم کو کبیر صاحب کا شبد سناتا ہوں۔ تم اسے غور سے سنو!

شبد

ست گورو چینو رے بھائی
ست نام بن سب نہ چھوٹے نرک پڑی چتورائی (ٹیک)

وید پران۔ بھاگوت گیتا۔ اُن کو سبھی دڑھاوے
جاے جنم بیچھل ہو پرانی۔ سو پورا گورو پاوے

بہت گورو سنسار کہاویں۔ منتر دیت ہیں کانا
اُو بیچے سبنے یا بھوساگر۔ مرم نہ کا ہو جانا

ست گورو ایک جگت میں گورو ہے۔ سو بھو سے کبیر ہی ہارا
کہیں کبیر جگت کے گوروا۔ مرمر لیں اوتارا

ہزاروں آدمی مجھے گورو مانتے ہیں۔ میرے جنم دن کی تاریخ پوچھتے رہتے ہیں۔ کیا میرا جنم دن منانے سے یہہ گتھی جو تمہارے دل میں ہے سلجھ جائے گی۔ کیوں گورو کا جنم دن منانے سے تمہارا بیڑا پار نہیں ہو سکتا ہے جو جنمتا ہے۔ وہ مرتا ہے۔ وہ شخص کبھی گورو نہیں ہو سکتا۔ یہی بات کبیر صاحب نے اپنے شبد میں کہا ہے۔

گورو کو مانش جانتے۔ تے نر کہئے اندھ
دُکھی ہوئیں سنسار میں۔ پڑی ریں جمو کے پھند

باہر کے گورو سے صرف گیان لیتا ہے۔ سمجھ لینی ہے۔ وہ سمجھ تو جھ تمہارا بیڑا پار کر دے گی۔ تمہارے گورو مہاراج جو بچن کہتے ہیں۔ تم ان کے بچنوں کو پکڑو اور بات کو سمجھو۔ اگر تم بات کو نہیں سمجھتے ہو تو دس بیس دوار پر ٹکو۔ تب بات تمہاری سمجھ میں آجائے گی۔ تم گورو کے روپ کو نہیں سمجھ سکتے۔ تم فقیر چند کی دیہہ کو گورو مان بیٹھے ہو۔ یہہ بات غلط ہے۔ آپ لوگ دُور دُور سے میرے پاس آئے ہو۔ میں سچی بات کہنا چاہتا ہوں۔ اوپر کے کبیر صاحب کے شبد میں کس قدر صاف صاف کہا گیا ہے

ست گورو ایک جگت میں گورو ہے بہو سکھا رطھن ہارا
کہیں کبیر جگت کے گورو امری مری لین اوتارا

میں بھی داتا دیال کی دیہہ کو گورو مانتا تھا۔ یہہ مجھے کہتے تھے

"کر ست سنگ بویک سے گورو کا"

اس لئے جو کچھ میں نے داتا دیال سے سیکھا ہے۔ اسے آپ لوگوں کو اپنے شبدوں میں بیان کر رہا ہوں۔ تاکہ تمہارا نر شریر نشپھل نہ جائے۔ تم کو سچا گورو گیان دیتا ہوں۔ جو لوگ مجھے گورو مانتے ہیں میں ان سے کہتا کہ میں پھونک مار کر تمہارا بیڑا پار نہیں کر سکتا ہوں جب تک تم میری بات کو ست سنگ میں بیٹھ کر سمجھ گئے نہیں۔ کیسے بیڑا تمہارا پار ہو سکتا ہے۔ آگے فرماتے ہیں۔

اب کے چوکے موج نہ ایسی رتیاگ کال کی آسا
آج کا سادھن آج ہی کرلے ۔ کل کو ہو گا اُداسا

اے ست سنگیوں! تم میں سے بہت سے لوگ مجھے گورو مانتے ہیں ۔ میں جہاں جہاں جاتا ہوں ۔ تم میرے پیچھے پیچھے پھرتے ہو ۔ میں تم لوگوں کو بالکل دھوکا نہیں دینا چاہتا ۔ جس طرح داتا دیال مجھکو نربندھ کیا ہے ۔ میں آپ لوگوں کو بھی نربندھ کرنا چاہتا ہوں ۔ مگر جن کو نربندھ ہونے کی یا آواگون سے بچنے کی خواہش ہی نہیں ہے ۔ میں ان کے لئے کیا کر سکتا ہوں ۔ میں تو اپنی ڈیوٹی پوری کئے جاتا ہوں ۔

رادھا سوامی' رادھا سوامی' رادھا سوامی' رادھا سوامی گانا
من بچن کرم سے بھگتی کمانا ۔ تب تم جھولے سے باہر آنا

یہہ رادھا سوامی نام کیا ہے ؟ یہہ دسویں دوار سے آگے ۔ یا من ۔ بدھی چت اہنکار کی اوستھا سے پرے ۔ جو دھن آتمک شبد ہے ۔ تم اُسے رادھا سوامی کہہ لو ۔

ست نام کہہ لو یا انامی کہہ لو ۔ جب تک تمہاری توجہ (سُرت) انتر کے شبد یا نام میں نہیں لگے گی ۔ اور جب تک تمہارے دل سے فقیر چند و لد مست رام کا خیال دور نہ ہو لیگا ۔ تمہارا اس کال چکر سے نکلنا یا بچنا غیر ممکن ہے ۔ اس لئے گورو بھگتی اور نام بھگتی کی ضرورت ہے تاکہ اصلیت کی کمائی ہو سکے ۔
سوامی جی مہاراج کا کتھن ہے ۔

درشن کرے ۔ بچن بہنی سنے
سُن سن کرنت من میں گُنے
گُن گُن کاڑھ بیو تس سارا
کاڑھی سارنت کرے ہارا
کر اہار پشٹ ہوا بھائی
جھوکے دکھ سب گئے نسائی

یہہ ہے گورو بھگتی ۔ گورو بھگتی سے نام کی بھگتی ہوسکتی ہے۔ جب تک تم میں گورو کا اگادھ پریم نہیں ہوگا۔ تب تک گورو مہاراج جو تم کو دینا چاہتے ہیں۔ تم اسے حاصل نہیں کرسکتے۔ اس پریم کی مثال گوسائیں تلسی داس جی مہاراج کے جیون سے ملتی ہے۔ انھیں اپنی استری کے ساتھ گہرا پریم تھا۔ وہ جب اپنے میکے چلی گئی۔ تلسی داس جی اس کا بیوگ سہن نہیں کرسکے۔ وہ اسی رات کے سمے اس سے ملنے کے لئے چل دئے۔ راستہ میں ایک ندی پڑی۔ ندی چڑھاؤ پر تھی اس میں سیلاب تھا۔ اُس ندی میں کسی مردے کی لاش بہہ رہی تھی انہوں نے پریم کے لگن میں یہ سمجھا کہ اس کی استری نے ان کے لئے ناؤ رکھ چھوڑا ہے۔ وہ مردے کی لاش پر چڑھ بیٹھے اور ندی پار کرگئے۔ وہاں سے چل کر وہ اپنے سسر کے مکان پر پہونچے مکان کا دروازہ بند تھا کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ اس کھڑکی سے روشنی آرہی تھی۔ کھڑکی سے ایک سانپ لٹک رہا تھا۔ انہوں نے سمجھا کہ استری

میرے لئے رستا لٹکا رکھا ہے ۔ وہ سانپ کو پکڑ کر اوپر چڑھ گئے ۔ پریم کے بس تھے سادھ کھڑکی کے ذریعہ اندر مکان میں داخل ہو گئے ۔ انہوں نے باہری پریم یعنے (عشق مجازی) کی حد کر دی ۔ ان کی استری سو رہی تھی اسکو جگایا ۔ اس وقت ان کی استری نے ان کا یہ حال دیکھ کر یہہ دوہا کہا ۔

جتنا چت حرام سے ۔ اتنا ہری سے ہوئے
پار جائے بھو بندھ سے ۔ پلا نہ پکڑے کوئے

چونکہ ان کا پریم انتہا کو پہونچ چکا تھا ۔ استری کے اس کے بچن کلیجہ میں تیر کی طرح لگے ۔ اور وہ کچھ کے کچھ بن گئے ۔ حضور مہاراج رائے سالگرام صاحب بہادر نے پہلے گورو کی بھگتی کی اور پھر پیچھے نام کی کمائی میں لگے ۔ ایسے ہی نام دیوتا کی کتھا آتی ہے ۔ اس نے بھی سچے پریم سے اور سچے بھاؤ سے بھگوان کو بھوجن کرایا ہے ۔ کرشن بھگوان پرگٹ ہو کر اس سے کہا ہے ۔

پہلے گورو کی بھگتی کر ۔ نہ کوئی اور آیا ئے
شرت شبد سے مل گئی ۔ نہیں پھر آئے جائے

امرت سر کے پاس کی گھٹنا ہے ۔ وہاں ایک مسلمان فقیر رہتا تھا ۔ وہ مست تھا ۔ بنو جاٹ اس کا بھگت تھا ۔ وہ اس کو روزانہ روٹی بھاجی پہونچایا کرتا تھا ۔ ایک دن رات کو موسلا دھار برشا ہوئی ۔ فقیر کے تکیہ کے چاروں طرف پانی ہی پانی بھر گیا ۔ بنو کو خیال آیا کہ فقیر آج بھوکا ہو گا ۔ اس نے روٹی بھاجی اپنے سر پر باندھی اور تیرتا ہوا فقیر کے تکیہ میں جا پہونچا ۔ فقیر اس کی بھگتی کو

دیکھ کر خوش ہو اور کہا کیا مانگتا ہے۔ یہ بھگتی اور پریم کی حد ہے۔

اس لئے میں تم لوگوں کو بہت سوگم مارگ بتلاتا ہوں اگر تم لوگ کچھ نہیں کر سکتے ہو تو تم پریم اور بھگتی کے مارگ پر چلا کرو۔ تاکہ سُوگمتا کے ساتھ تم اس اوستھا کو پراپت کر کے بے فکر ہو جاؤ۔

میں جس مارگ پر چلا ہوں۔ وہ مارگ ہے پریم اور ایکتا کا۔ مانو جاتی میں پرسپر پریم ہو۔ ایکتا ہو۔ اور انسانیت ہو۔ تب ان کا بھلا ہو سکتا ہے۔ انسان، انسان کے کام آئے۔ انسان، انسان کا دل کبھی نہ دکھائے۔ انسان انسان کی سہاتیا کرے۔ انسان، انسان کا دل جوئی کرے انسان، انسان بن کر زندگی وتیت کرے۔

دانا دیال کا کلام ہے۔

BE MAN ENTIRE WHOLE AND IN EVERY THING

(ختم ہوا تیسرے دن کا ست سنگ صبح کا)۔

داتا دیال کا شبد

تو گورو نام کا لے آدھار سکھی ! (ٹیک)

سانس سانس پر نام سُمرنا۔ نام کا تار نہ ٹوٹے
جو کوئی اس بدھی نام کو سُمرے سکھ سمپت جگ لوٹے

راجہ رانی۔ رنک بھکاری۔ بڑا جو نام کو سُمرے
اسے بڑا تم سب سے جانو۔ نام نہ کبھوں بسارے

دُکھ نہیں دیا پے۔ بپتی نہ آوے۔ نام مہا سکھدائی
نام کی مہما سنت بکھانیں۔ نام سے سب کی بھلائی

پھینک دے مالا ہاتھ کی سبحی۔ من کی سمرنی لینا
بنا جیبھ اور ہونٹ کے سُمرن۔ نام کو بخ چت دینا

من تھر، تن تھر، سُرت نرت تھر، گھٹ کی گپھا میں بیٹھو
رادھا سوامی نام کا چھِن چھِن سُمرن سکھ آنند سے بیٹھو

ست گورو کے چرن کمل میں بندنا

بندنم ست گیان داتا۔ بندنم ست گیان مے
بندنم نروان راتا۔ بندنم نروان مے

بھگتی، مکتی، یوگ، یکتی، آپ کے آدھین سب
آپ ہی ہیں سدھ سدگتی۔ جیو جنتو۔ میں سب

آپ گورو، ست گورو دیا۔ اور پریم کے بھنڈار ہیں
آپ کرتا دھرتا ہیں۔ کرتار جگت آدھار ہیں

ردھی سدھی، شکتی، نودھی ہے چرن میں آپ کے
بچ گیا بھو دکھ سے جو۔ آیا شرن میں آپ کے

بھگتی دیجئے نام کی۔ رت نام میں بسرام دے
رادھا سوامی اپنا کیجئے۔ رادھا سوامی دھام دے

انتظار ——— !

بے فکری

اُس کے مطالعہ سے انسان میں بے فکری آجائیگی

منیجر

پتہ:- رادھا سوامی جنرل ست سنگ ورنگل ہنمکنڈہ

اے - پی